

حباب جہانگیر کی داریں مدظلہ عالی

رویداد

باب مسلمانان علیگڑھ دیگر اضلاع

جو

ناگری حروف کے عدالتوں میں جاری ہونے پر غور کرنے کیلئے

۳۱ مئی ۱۹۰۰ء ۶ روزہ شنبہ کو

کراستھوٹ حال علی گڑھ میں منعقد ہوا

اور

مطبع منقلاہم گروہ میں ہاتھ محمد قادر علی خان صوفی چھپا

۱۹۰۰ء

۶۲۷۲۶
رویداد



11 JAN 1975

جانبہ مسلمانان علیگڑھ و دیگر اضلاع

URDU STACKS

ناگری حروف کے عدد التو نمین جاری ہونے پر غور کرنے کیلئے

۱۳ مئی ۱۹۰۰ء روز یکشنبہ کو

کراسٹھویٹ حال علی گڑھ میں منعقد ہوا

اور

مطبع منعمیاد گروہ میں ہاتھم محمد قادری علی خان صوفی چھپا

۱۹۰۰ء

M A LIBRARY, A M U.



U64744

۳۳۱۶۴۳
۲۷

روماد

جلسہ مسلمانان علیگڑہ و دیگر اضلاع جو ناگری حروف کے
عد التوہمین جاری ہونے پر غور کرنے کیلئے ۱۳ مئی روز یکشنبہ
صبح کو کراٹھویٹ ہال علی گڑہ میں منعقد ہوا



۲۷ مئی سنہ حال کو نواب محسن الملک بہادر اور نواب لطف علی خان بہادر نے
ایک جلسہ میں جو نواب محسن الملک کے مکان پر ہوا تھا یہ تجویز کی کہ علیگڑہ اور دیگر
اضلاع کے مسلمانوں کی ایک ابتدائی میٹنگ کی جائے تاکہ اوس رزلویشنز
پر جو گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی وادوہ نے ۱۸ اپریل ۱۹۰۶ء کو جاری کیا ہو
اور جس میں ناگری حروف کے جاری کرنے کی سرکاری و فائزین اجازت دی
ہے غور کرے چنانچہ اسکے لیے ۱۳ مئی روز یکشنبہ مقرر کیا گیا۔ مطابق
اوس کے آج کراٹھویٹ ہال میں مسلمان جمع ہوئے جس میں علامہ ضلع علیگڑہ کے
دیگر اضلاع سے بھی مثل میرٹھ۔ آگرہ۔ شاہجہان پور۔ الہ آباد۔ ایٹہ۔ سہارنپور
لہہ پانہ۔ فرخ آباد سے بھی لوگ آئے تھے۔ مسلمانوں کی وچپی اس معاملہ
میں نہایت درجہ بڑھی ہوئی تھی یا وجہ دیکھ لو گون کو بہت دیر میں اطلاع ہوئی اور صحر

میں یوم ختم ہونے پر صرف ایک ہی دن کی مہلت تھی اوس پر بھی لوگ اس کثرت سے جمع ہوئے کہ کسی اور موقع پر اس علی گڑھ میں اتنے مسلمان کم جمع ہوئے ان کے سارا ہال بھر گیا بہت سے لوگوں کو بیٹھنے کی جگہ نہ ملی اور کھڑا رہنا پڑا علاوہ ہال کے باہر کابرا آمدہ بھی لوگوں سے بھر گیا۔ جو صاحب اس جلسہ میں شریف لاسے تھے منجملہ اونکے مفصلہ ذیل حضرات تھے۔

| | |
|---|--|
| اب لطف علیخان بہادر .. | نواب محسن الملک بہادر .. |
| اجی محمد مصطفیٰ خان صاحب | حاجی محمد موسیٰ خان صاحب |
| یہ عاشق علی صاحب آئری بیٹھٹ | حاجی محمد یوسف خان صاحب |
| تاج علی صاحب از طرف حافظ شیخ عبد الکریم | خان بہادر مولوی زین العابدین |
| ان صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای رئیس میٹر | خان صاحب |
| ذاجہ احمد شاہ صاحب رئیس لودھیانہ | محمد حسین خان صاحب رئیس شاہ بہانپور |
| سید عبدالباسط صاحب رئیس شاہ بہانپور | علی محمد خان صاحب رئیس فوج آباد۔ |
| صاحبزادہ سلطان احمد خان صاحب | مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار البشیر اٹاروہ |
| بیرٹریٹ لارنس کنچپورہ ضلع کرنال۔ | مولوی بہادر علی ایم۔ آئی۔ آیل۔ آیل۔ بی |
| صاحبزادہ آفتاب احمد خالص صاحب بیرٹریٹ | حافظ امام الدین صاحب میڈیکل کسٹر |
| مولوی رفیع الدین صاحب وکیل .. | مولوی عبد الرحمن صاحب .. |
| مولوی احمد حسین صاحب .. | شیخ عبدالسدر بی آئی آیل بی |

خواجہ محمد یعقوب صاحب بیسپل کشر
تعمید و درباریسن اسکوتر -
شیخ محمد شریف صاحب رئیس اورنگ آباد
ناور علی خاں صاحب وکیل میرٹھ -
مولوی اکرم علیخان صاحب رئیس علیگڑھ
ایل ٹینگ اسکوتر - -
محمد یوسف خان صاحب رئیس خوجہ
شیخ محمد علی صاحب رئیس میرٹھ -

خطا و زراراجہ نوشاد علی خان صاحب تعلقدار بارہ بنکی صوبہ اودہ اور حامد علیخان
صاحب بیرٹھریٹ لاکھنؤ کے جوینام نواب محسن الملک بہادر کے آئے تھے
پیش کیے گئے جبین بوجہ محرم کے انہوں نے جلسہ میں شریک نہ ہونے کی
معذرت اور اپنی دلی بہدردی جلسہ کی نسبت بیان کی تھی۔

آئینیل ممتاز الدولہ نواب فیاض علیخان صاحب رئیس بہاسو بوجہ علالت
شریک جلسہ نہ ہو سکے۔

نواب محسن الملک بہادر نے تحریک کی کہ نواب لطف علیخان بہادر اس جلسہ کو صدر نشین ہوں
صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے اسکی تائید کی اور نواب صاحب
مدوح چیز کی گونجی ہوئی آواز میں گری صدات پر جلوہ افروز ہوئے۔

نواب لطف علیخان بہادر صدر انجمن نے کھڑے ہو کر جلسہ کی غرض کا حاضرین
سے بیان کی اور فرمایا کہ یہ ایک نہایت ضروری کام ہے اور بہت سہی باتیں
اس معاملہ کے متعلق غور طلب ہیں امید ہے کہ آپ سب صاحب جو اس قومی
کام میں حصہ لینے کے لیے جمع ہوئے ہیں بہت غور و تامل کے ساتھ ادا ان تمام

باتون کا فیصلہ کرینگے جو اس وقت آپ کے سامنے پیش کیا یئگی۔ اور نواب محسن الملک بہادر آپ کے سامنے رزولوشن زیر بحث کے متعلق ضروری مراتب اپنی تقریر میں بیان کرینگے۔ بعد اسکے نواب محسن الملک بہادر کھڑے ہوئے اور فیصلہ ذیل تقریر کی۔

اسپیچ نواب محسن الملک بہادر

حضرات - آج ہم لوگ گورنمنٹ کے اس رزولوشن پر غور و بحث کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جو متعلق اردو اور ناگری کے ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۸۱ء کو جاری ہوا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اس رزولوشن نے نہایت درد انگیز چوش مسلمانوں میں پیدا کر دیا ہے۔ اور وہ اپنی آئندہ کی بہبودی اور سرکاری ملازمت کی طرف سے بہت خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ اور یہ ایک قدرتی بات ہے کہ رنج اور درد کی حالت میں نکتہ چینی جو نہایت مفید چیز ہے اعتدال اور انصاف کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ اور ایسی حالت میں اس کا اثر حبس ہونا چاہیے نہیں ہوتا اس لیے ضرور ہے کہ اس رزولوشن پر بحث کرتے وقت آپ اعتدال اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دین اور رنج اور غصہ سے اپنے خیالات اور اپنی تقریروں کو پاک رکھیں۔ اور اس بات پر یقین رکھیں کہ ہزار ہا مسلمانوں کی مکمل لفظ گورنر مہاک مغربی و شمالی نے جو اس رزولوشن کو جاری کیا ہے اس سے بجز اسکے جو اس رزولوشن کی تہذیب میں بیان کیا گیا ہے یعنی یہ کہ ناگری حروف میں عریض اور استغاثوں کے لکھنے سے اس طرحی حصہ آبادی کو آسانی اور سہولیت

ہوگی جو ہندی سے واقف ہے کوئی دوسرا خیال ہزار گوارا اس حکم کے جاری
 کرتے وقت نہ تھا اس لیے جو اعتراض اور جو نکتہ چینی آپ اوسپر کریں اوسمیں
 گورنمنٹ کی نیک نیتی اور منصفانہ خیال کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ اور گورنمنٹ
 کو کسی فریق کی حمایت یا ایک کے حقوق کو دوسرے کے حقوق پر ترجیح دینے
 کے خیال سے پاک اور آزاد سمجھیں۔ سو اس کے ہر کو اس رزولوشن پر نکتہ چینی
 کرتے وقت صرف اپنے ذاتی مقاصد کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہئے
 اور اپنے ہر وطن بہائی ہندوؤں کے اعتراض اور فوائد کے برخلاف حملہ آوری
 کرنے سے اپنے آپ کو بچائیں تاکہ باہم ہمارے اور ان کے بیچ اور غصہ کی
 آگ نہ بھڑکے۔ اور ہمارے اور ان کے آپس میں قومی یا مذہبی جھگڑے پیدا
 نہ ہوں بلکہ بحیثیت ہونے جان نثار رعایا کے ملکہ معظمہ کے ہم دونوں فریق
 صرف اپنے اپنے حقوق حاصل کرنے پر قانع رہیں۔ اگر ان دونوں باتوں کو
 آپ نے پیش نظر رکھا اور اپنے دل اور زبان کو یہاں خیالات اور نامناسب
 تقریروں سے آلودہ نہ ہونے دیا تو امید ہے کہ آپ کامیاب ہوں گے
 ورنہ آپ کو فائدہ کے بدلے نقصان اٹھانا پڑے گا۔

اب میں اصل رزولوشن کی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ رزولوشن جیسا کہ
 گورنمنٹ کا اصلی منشا ہوگا بظاہر نہایت محدود اور کسی فریق کو نقصان پہنچانے
 والا معلوم نہیں ہوتا۔ اوسمیں تبدیل زبان اور فارسی حروف کی ممانعت کا عام مسئلہ

جو تیس چالیس برس سے زیر بحث ہے حل نہیں کیا گیا بلکہ زبان کا مسئلہ حروف کے مسئلہ سے علیحدہ رکھا گیا ہے چنانچہ ہزاروں نے اپنا منشا بصراحت ظاہر کر دیا ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ ممالک ہذا کی عدالت کی زبان کو تبدیل کریں یا فارسی حروف کے استعمال کی مخالفت فرمائیں بلکہ صرف اس امر پر زور دیکوشن مذکورہ بالا کو محدود رکھا ہو کہ رعایا کی اوس بڑی جماعت کو جو سوائے ناگری کے حروف کے اور حروف سے واقف نہیں ہے آسانی ہو۔ آپکو رزولوشن کے دیکھنے سے معلوم ہو گا کہ اوسمیں دو تجویزین پیش کی گئی ہیں ایک یہ کہ جو لوگ ہندی جانتے ہیں اور ہندی میں کارروائی کرنا چاہتے ہیں اونکو ناگری میں درخواستیں لکھنے کی اجازت دی گئی ہے مگر اویسے ساتھ جو لوگ فارسی حروف کو پسند کرتے ہیں وہ اپنی خواہش کے موافق فارسی حروف میں کارروائی کرنے کے لیے آزاد رکھے گئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں فریق کی خواہشوں اور ضرورتوں کا خیال رکھا گیا ہے اور کوئی ایک فریق دوسرے فریق کی مرغوب اور پسندیدہ حرفوں میں درخواست اور عرضی تحریر کرنے پر مجبور نہیں کیا گیا ہے۔ دوسری تجویز اس رزولوشن میں متعلق ملازمت کے ہے اور اوسکی نسبت یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی عملہ کی نوکری پر کوئی شخص مقرر نہ کیا جائے گا تا وقتیکہ وہ ناگری و فارسی کے حروف روانی کے ساتھ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ بظاہر اس میں بھی کچھ حق تلفی کسی فریق کی معلوم نہیں ہوتی۔ اگر مسلمان ناگری جاننے پر نوکری حاصل کرنے کے لیے مجبور رکھے گئے ہیں۔ تو ہندوؤں پر بھی ملازمت کے لیے فارسی حروف میں

اچھی طرح لکنا پڑھنا لازمی رکھا گیا ہے۔ مگر جب زیادہ عموماً غور کی نظر سے یہ رزولوشن
 دیکھا جاتا ہے اور اس کے نتائج پر جو آئندہ پیدا ہونے کے تعین کی نظر ڈالی جاتی ہے
 تو ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہ رزولوشن عموماً نہایت مضر ہے۔ اور
 دوسرے فریق کے لیے بھی کچھ زیادہ مفید نہیں ہے۔ مسلمانوں کی تعلیمی پالیسی پر اس کا
 نہایت مضر اثر پڑے گا اور ان کی موجودہ تعلیم کو بہت کچھ صدمہ پہنچے گا اور ان کی
 آئندہ امیدوں پر جو ان کو سلطنت برطانیہ کے زیر حمایت رکھ کر ترقی اور بہبودی حاصل
 کرنے کی مہین خواہ بذریعہ ملازمت کو رہنمائی کے یا دوسرے پیشوں کے
 بہت بڑا اثر پڑے گا اور اس ترقی یافتہ اور شاہدہ آردو زبان کا جو محض ہندو اور
 مسلمانوں کے باہمی اختلاف اور ربط و ضبط کا نتیجہ کسی جا سکتی ہے اور جو پرائیویٹ
 اور پبلک اور تجارتی معاملات میں انھما زخیال کا مشترک ذریعہ ہے۔ اور جو نہ
 صرف ممالک مغربی و شمالی اور اودہ کی بلکہ دیگر صوبہ جات کی بھی مثل پنجاب کے
 علمی زبان ہے بتدریج درجہ گھٹ جائے گا اور بجائے ترقی کے اس کا تنزل
 شروع ہو گا اور کم از کم ایک حصہ تعلیم یافتہ مسلمانان ممالک مغربی و شمالی کا ایک
 وسیع اور ترقی پذیر لٹریچر کے فوائد سے محروم ہو جائے گا اور کاروبار عدالتی و تجارتی
 اور تمدنی میں بہت سی عملی مشکلات اور غلط فہمیاں واقع ہونگی اور اس مشترک
 زبان اور مشترک رسم خط میں جو تین صدیوں سے جاری ہے فرق آنے سے
 ہندو اور مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات کو یہ بچان میں لانے کی طرف رجحان ہو گا

اور گورز ویویشن بتاتا ہے کہ اس سے زبان کی تبدیلی نہیں کی گئی مگر درحقیقت زبان کا بدلتا خطا کے بدلنے کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور اسی لیے تمام مسلمان اس زرو لیویشن کو اُردو زبان کی موت کا گنڈہ سمجھتے ہیں۔ اور جہاں تک خیال کیا جاتا ہے جہاں اون لوگوں کے لیے سمجھی گئی ہے وہ بھی اس سے حاصل نہوگی۔ بلکہ دفتروں کی کارروائی دو قسم کے حرفوں کے جاری ہونے سے زیادہ مشکل۔ زیادہ پیچیدہ اور زیادہ دقت پیدا کرنے والی ہو جائیگی۔

علاوہ ان باتوں کے اس زرو لیویشن سے جسمیں بغیر دینے کسی قسم کی جملت کے ناگری میں بخوبی لکھنے پڑھنے کو عمل کی ملازمت میں لازم کر دیا ہے مسلمانوں کو فوراً نہ صرف معمولی نقصان ہو پئے گا بلکہ درحقیقت بد نصیب مسلمان جو پہلے ہی سے ملازمت کے اس صیغہ میں کم داخل ہوتے ہیں ان کے لیے نوکری کا دروازہ قریباً بند ہو جائے گا۔ اور عمل کی نوکری پانے سے وہ قریباً کل کے محروم ہو جائیں گے وہ امیدوار جو برسوں سے نوکری کی امید پر پڑے ہوئے دفتر زمین کام کر رہے ہیں اور جن کو ناگری سیکھنے کے لیے پہلے سے کسی قسم کا نوٹس بھی نہیں دیا گیا اگر اب سے ناگری سیکھنا شروع ہی کریں تب بھی بمقابلہ دوسرے فریق کے جو قومی اور مذہبی لحاظ سے ناگری اچھی طرح لکھ پڑھ سکتے ہیں کہی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس زرو لیویشن سے نہایت درد و مصیبت کی حالت میں پڑ جائیں گے۔ یہ وہ تمام نقصانات ہیں جو مسلمانوں کو اس زرو لیویشن کے ناگہانی جاری ہونے سے پہنچیں گے اور

جسکو تمام مسلمان نہایت حیرت سے دیکھ رہے ہیں اور گو وہ غلطی ہی پر ہوں مگر وہ اسی کو گورنمنٹ پالیسی کی تبدیلی سمجھ کر بہت زدہ ہو رہے ہیں۔

صاحبو۔ یہ کوئی خیالی نقضانات نہیں ہیں بلکہ واقعی اور حقیقی ہیں جو تدریج مسلمانوں کو بہو پنھنے والے ہیں۔ اسی لیے تمام مسلمانوں میں اسکے چرچے ہو رہے ہیں اور تمام اخباروں اور تحریروں اور تقریر و زمین بیان کیے جا رہے ہیں اس لیے میرے نزدیک کیا باہمی قومی ضرورت کے اور کیا بلحاظ ملکی مصلحت کے بحیثیت ایک وفادار اور شکر گزار رعایا سے ملکہ معظمہ ہونے کے تمام سمجھ دار مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان نقضانات کو صاف صاف مودبانہ طریقہ سے گورنمنٹ پر ظاہر کریں اور جن مضمر نتائج کے پیدا ہونے کا اس رزولوشن سے انکو خیال ہے اسے ادب اور آزادی کے ساتھ ہزار سرائٹونی میکڈائل کے روبرو عرض کریں۔ اور جو صحیح یا غلط خیالات اس رزولوشن سے انکے دل میں پیدا ہو رہی ہیں اس سے ہزار گواہ کریں اور اس بات پر پورا ہر سہ کریں کہ ایسی حالت میں ہزار آزادی خواہوں اور دیسلون کو دل سے سیننگے اور اپنے اس رزولوشن پر دوبارہ غور فرمادین گے اور لامحالہ اس میں ضروری اور مناسب ترمیم کریں گے۔

صاحبو مجھے گورنمنٹ سے اس بات کی کچھ شکایت نہیں ہے کہ اس نے اس اہم اور نازک مسئلہ کے ہر پہلو پر کافی غور نہیں کیا بلکہ مجھے خود اپنی قوم سے اس بات کی شکایت ہے کہ اس نے اپنے حقوق اور فرائض کی حفاظت کا کچھ انتظام نہیں کیا

بلکہ جو فریق کی استعداد اور قابلیت کو کوشش کے مقابلہ میں مجرمانہ غفلت کی سب کو معلوم تھا کہ دوسرا فریق باقاعدہ اور منظم طریقہ سے اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ اردو کے بدلے ہندی زبان اور فارسی حروف کی جگہ ناگری حروف سرکاری دفتر و تہنیں جاری ہوں۔ ان کے امیرون نے اس کام کے لیے روپیہ سے اور ان کے تعلیم یافتہ نوجوانوں نے زبان اور قلم سے مدد کی اور ۱۸۶۸ء سے یکے ۱۸۹۸ء تک ایک مسلسل اور غیر منقطع کوشش برابر جاری کی اور بالآخر ۱۸۹۸ء میں انہوں نے اپنے سربراہ اور معزز رئیسوں کی حمایت و سرپرستی میں ایک ذی عزت اور باوقار ڈیپٹیشن لیجا کر ہزاروں کے سامنے اپنی خواہشیں ظاہر کیں اور بذریعہ ایک میموریل کے جو نتیجہ اوکئی سالہ سال کی منقطع کوشش کا تھا اپنی خواہشوں کی واجبیت کے دلائل اور وجوہ پیش کیے۔ اس وقت جو جواب ہزاروں ڈیپٹیشن کو دیا اس سے بوجہ اس کے کہ ہزاروں کا خیال روڈ زبان کو دفاتر سرکاری میں قائم رکھنے کا استحکم پایا جاتا تھا کہ جناب مہرج کامیلان طبع ناگری کی عملی در ایک بڑی جماعت کی آسانی کیلئے کچھ تجویز کیا بھی صاف صاف معلوم ہوتا تھا اور وہ وقت تھا کہ مسلمان بھی میموریل تیار کرتے اور ایک معزز ڈیپٹیشن کے ذریعہ ہی انہی خیالات ہزاروں پر ظاہر کرتے اور ان نقصانات کو جو اس تجویز سے ہونیوالے تھے صاف صاف دکھاتے اور ہزاروں کو اپنے دلائل اور وجوہ پر غور کرنے کے لیے موقع دیتے۔ مگر مسلمانوں نے کچھ توجہ اس پر نہ کی۔ صرف ایک مقام پر کسی قدر کچھ کوشش کی گئی اور میموریل لکھنے کے لیے ارادہ کیا گیا۔ اور بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنا وقت اور دماغ بھی اس کام

میں صرف کیا مگر نہ دولت مند مسلمانوں نے روپیہ سے اونکی مدد کی نہ مواد جمع کرنے کا اونکو سامان ملا نہ اون سر پر آوردہ مسلمانوں نے جو گورنمنٹ میں خاص قدر اور عزت رکھتے ہیں اونکی کچھ حمایت و اعانت کی اور اس لیے وہ کام ناتمام رہا۔ اور جیسی کہ مسلمانوں کی عادت ہے سب مسلمان خواب غفلت میں پڑے سوتے رہے اور آخر کار پچہ گزر جانے دو برس کی مدت کے جب یہ رزلویشن جاری ہوا تو اس طرح ہیبت زدہ ہو کر چٹنک پڑے جس طرح کسی بے خبر جماعت پر ناگمانی گو کہ اگر گناہوں مگر ابھی مجھے بہت شک ہے کہ وہ سید ہار اسے اختیار کریں اور جس ذریعے سے کامیابی کی امید ہے وہ مہیا کریں۔

صاحبو۔ اب شکل اول سے زیادہ بڑھ گئی ہے جب تک گورنمنٹ نے کوئی حکم جاری نہ کیا تھا اسکا روکنا منع مرض کی طرح کسی قدر آسان تھا اور اب حکم جاری ہو گیا ہے اور کام مشبوخ و ترمیم کرنا دفع مرض کی طرح زیادہ کوشش کا محتاج ہے اور اسکے لیے چند باتیں ضروری ہیں۔ ایک تو یہ کہ متفقہ کوشش سے کام کیا جاوے اور مجموعی قوت منتشر نہ کیا جاوے اور اوسکی تدبیر یہ ہے کہ تمام شمالی ہندوستان کے مسلمانوں سے صلاح و مشورہ کر کے گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لیے ایک ممبریل تیار کیا جاوے۔ دوسرے یہ کہ جن نقصانات کا اس رزلویشن سے پہونچنے کا احتمال ہے وہ صاف صاف آزادی کے ساتھ مگر مودبانہ طریقہ سے ظاہر کیے جائیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کو

ایک نہایت منصف گورنمنٹ اور ہزار ہا ترسانوں کی میکانیک کو ایک نہایت حق پسند عالم سمجھ کر اصلی خیالات ظاہر کرنے میں نہ کچھ بدیہودہ خوف کیا جائے نہ کسی خیالی اُمید پر اس سے علیحدگی اختیار کی جائے۔ تیسرے یہ کہ وہ سربراہ اور وہ مسلمان جنگی گورنمنٹ میں عزت اور پہلیک میں شہرت ہے اور جن پر قوم کے بہت کچھ حق ہیں وہ دل کھول کر اس کام میں شریک ہوں اور مرتے وقت تو قوم کا ساتھ دیں۔ چوتھے یہ کہ گھروں میں بیٹھ کر شکایت کرنے اور گورنمنٹ کی نسبت غلط اور بیہودہ شبہات دل میں لانے اور درو کو چھپانے اور دل ہی دلیں جلتے کے بدلے اس طریقہ سے کارروائی کریں جو ایک تعلیم یافتہ اور وفادار اور گورنمنٹ کے انصاف پر ہر دوسرے کرنے والی رعایا کے شایان ہے۔ پانچویں یہ کہ مایوس اور دل شکستہ ہو کر کوشش کرنے میں درلغ نہ کریں بلکہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ گورنمنٹ نے جو حکم جاری کیا ہے گو وہ کیسی ہی نیک نیتی اور نیک ارادہ پر مبنی ہو مگر مشل اور لوگوں کے گورنمنٹ ہی راے اور تجویز میں غلطی کرنے سے محفوظ نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ایک فریق نے اپنے دلائل سے اپنے دعویٰ کو پنجویں ثابت کر دیا ہو اور دوسرے فریق نے اپنی طرف سے نہ اس کی تردید کی ہو نہ اپنے دلائل اور وجوہ پیش کر کے گورنمنٹ کو اوپر غور کرنے کا موقع دیا ہو۔ حقیقت اس میں سارا قصور خود مسلمانوں کا ہے نہ گورنمنٹ کا۔ اور گواہ دقت بڑھ گئی ہے مگر وقت باقی ہے کہ مردانہ کوشش کی جائے اور وہ نقصانات جو مسلمان اس

رزولوشن کے جاری ہونے سے سمجھتے ہیں اونکو قابلیت سے گورنمنٹ پر نظام
 کریں۔ اگر اب بھی مسلمان گہروں میں بیٹھ کر رہنے کے بدلے یہ کام کریں تو گورنمنٹ
 سے پوری امید دوبارہ غور کرنے اور اس رزولوشن کے منسوخ ہو جانے کی ہے۔
 صاحبزادے۔ واقعی حالت یہ ہے کہ نہ گورنمنٹ اب تک مسلمانوں کے اون
 نقصانات سے واقف ہے جو اس رزولوشن سے پہونچنے والے ہیں اور
 نہ اس بے چینی اور بے قراری اور پریشانی سے غالباً اب بھی آگاہ ہوگی جو اس حکم
 سے پیدا ہوئی ہے۔ اوسکے حاشیہ خیال میں یہی بات نہ گذرتی ہوگی۔
 کہ اس رزولوشن نے ایک تہلکہ مسلمان جماعت میں ڈال دیا ہے اور مسلمان
 اوسے نہایت ہیبت اور خوف کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ درحقیقت خود
 مسلمان خدا کے نزدیک، گورنمنٹ کے نزدیک اور دنیا کے نزدیک گنہگار ہونگے
 اگر وہ اپنے اصلی خیالات ظاہر نہ کریں گے۔ اور جن آنے والی مصیبتوں کا ایک
 خیالی ہیبت بٹا کر کھڑا کر رہا ہے اوسے گورنمنٹ کے سامنے پیش نہ کریں گے۔ اور
 بزوالہ نہ طریقہ چھوڑ کر مردانہ مگر مذبانہ طور پر اس رزولوشن کی اصلاح کی گورنمنٹ سے
 خواہش نہ کریں گے۔ یاد رکھو کہ کوئی کوشش جو نیک نیتی اور ایمانداری سے قوم
 کے لیے کی جائے اور جس میں اعتدال اور شایستگی اور انصاف اور وفاداری
 پیش نظر رکھی جائے کہیں نہ وہ گورنمنٹ کے نزدیک بری سمجھی جاسکتی ہے اور نہ
 گورنمنٹ اوس پر غور کرنے سے انکار کر سکتی ہے۔

میں یہ نہیں کہتا نہ کہتا ہوں کہ جو کوشش کی جائیگی اوسمیں پوری پوری کامیابی
 ہوگی یا ہمارے خیالات سے گو نمٹنے کے خیالات ہر بات میں متفق ہونگے کیونکہ
 ممکن ہے کہ بوجہ اس کے کہ اس معاملہ میں ہمارے اغراض شامل ہیں رائے
 قائم کرنے میں ہمسے خطا ہو یا بعض دلائل ہمارے ضعیف ہوں مگر اس مقولہ کو
 ہمیشہ یاد رکھو کہ "ارعیایا کی خواہشوں کا سننا کام ہے ایک دانا گو نمٹ کا۔ اور
 ظاہر کرنا اپنی اصلی خواہشوں کا اور مانگنا اپنے حقوق کا کام ہے ایک آزاد اور
 وفادار رعیت کا" اور اپنے اس پاک عقیدہ کو یہی ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ "ہمارا کام ہی
 کوشش کرنا اور خدا کا کام ہے اوسکا پورا کرنا" پس ہم سب کو چاہیے کہ اس
 قومی کام کو دانشمندی اور استقلال سے کریں اور بذریعہ ایک معزز ڈیپوٹیشن کے
 ایک میموریل ہزار ہزار سرانٹونی میکڈائل ہی کے حضور میں پیش کریں۔ اگر ہم کامیاب
 ہوئے تو ہمارا اگرنا کامیاب ہوئے تو ہمارا دل اس خیال سے مطمئن رہے گا
 کہ ہم نے اپنا حق ادا کیا۔ اور آئندہ آنے والی تسلیں اس بات کو دیکھ کر ہماری شکر
 گزار ہوں گی کہ ہم نے اپنی سبب دہی کے لیے کوشش کا کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔
 پس اسے مسلمانوں اور خدا کے کرم اور گو نمٹ کے انصاف پر ہیروس کر کے اس
 قومی کام میں بلا خیال اس کے کہ تم جیتو گے یا ہارو گے آخری کوشش کرو تاکہ کہنے
 کو یہ بات رہ جائے کہ ۵

| | |
|----------------------------------|--------------------------------|
| شکت و فتح نصیبوں سے ہے دلی امیرا | مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا |
|----------------------------------|--------------------------------|

بعد ختم ہونے پر سپیچ نواب محسن الملک بہادر کے رزلویشن پیش کئے گئے۔

پہلا رزلویشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور اسکے پیش کرتے وقت کہا کہ جو رزلویشن ہنزہ رسلرٹوٹی سیکڑاٹل جی۔ سی۔ این۔ آئی نے ناگری حروف کے جاری کرنے کی تعلق جاری فرمایا ہے وہ بہت کچھ غور کرنیکے لائق ہے اور اوپر سچ مسلمانوں کی طرف سے بہت کچھ اعتراضات پیش ہونے کے لائق ہیں۔ اور کچھ شبہ نہیں کہ نہ صرف اس صوبہ کے مسلمانوں کو بلکہ اور صوبہ کے اہل اسلام کو بھی اس معاملہ سے خاص تعلق ہے۔ اور گورنمنٹ میں باضابطہ اس پر اعتراض کرنیکے لئے مسلمان آباد ہیں۔ مگر میرے نزدیک مناسب بلکہ ضرور ہے کہ اس رزلویشن پر اعتراض مسلمانوں کو ہون وہ جناب مدح کو روبرو پیش کئے جائیں۔ اور جو یادداشت یا عرضداشت گذرانی ہو وہ قبل ختم ہونے زمانہ حکومت جناب مدح کے گذرانی جاوے۔ اسلئے کہ جو فیصلہ ہنزہ نے فرمایا ہے وہ حقیقت ایک طرف ہے۔ ہنزہ کے روبرو ایک نہ مسلمانوں کا کوئی میسوریل پیش ہوا نہ مسلمانوں کا کوئی ڈیپوشن کیا نہ مسلمانوں نے ناگری حروف کے جاری ہونے سے جو ان کو نقصان پہنچے گا اسکو ہنزہ کے سامنے ظاہر کیا۔ اگر ہم ہنزہ کے روبرو میسوریل پیش کریں گے اور اس کیلئے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کی درخواست کریں گے تو ہمکو ہنزہ کی حق پسندی سے امید ہے کہ جناب مدح خود ہی اس رزلویشن کو منسوخ فرما دیں گے یا وہ اس میں ضروری ترمیم کریں گے۔

اس لیے میں رزولیوشن مفصلہ ذیل پیش کرتا ہوں۔

رزولیوشن نمبر

۱۱ اس مجلس کی یہ رائے ہے کہ متعلق رزولیوشن نمبر ۵۸۵ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۶۷ء کے جو گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی وادہ نے جاری کیا ہے اور جس کی رو سے ہر شخص مجاز کیا گیا ہے کہ اپنی عرضی یا استغاثہ ناگری کے حروف میں یا فارسی کے حروف میں جیسا کہ وہ چاہے ہمیشہ کرے اور نیز جس کی رو سے کوئی شخص کسی عملہ کی نوکری پر مقرر نہ ہو سکے گا تا وقتیکہ وہ ناگری و فارسی کے حروف روانی کے ساتھ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ چونکہ چینی یا درخواست دربارہ تنبیخ و ترمیم و تبدیل و اضافہ کے کیا جائے وہ ضرور ہے کہ بذریعہ عرضداشت کے عالیجناب ہزار سرانٹونی میکڈرائل بہادر جی سی۔ ایس۔ آئی لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمنڈر وادہ کے حضور میں قبل ختم ہونے جناب ممدوح کی میعاد حکومت کے پیش کی جاوے۔

اس رزولیوشن کی تائید صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے کی اور بالاتفاق

پاس ہوا۔

دوسرا رزولیوشن شیخ عمر علی صاحب رئیس میرٹھ نے جو خان بہادر حافظ عبدالکریم صاحب سی۔ آئی۔ اسی رئیس میرٹھ کی طرف سے جلسہ میں آئے تھے پیش کیا اور پیش کرتے وقت یہ گفتگو کی۔

آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اس رزولیوشن زیر بحث کا اثر زیادہ تر مسلمانوں

ہی پڑے گا۔ اگرچہ خاص تعداد ہندو بہائیوں کی ہی اس رزولیوشن سے تاراض ہے اور میں جانتا ہوں کہ وہ بھی اس رزولیوشن کی مخالفت میں ہمارے ساتھ شریک ہونے کے لیے تیار ہیں لیکن ہمیں اپنی ہی کوششوں پر ہوسہ کرنا چاہیے اور اسلئے میں یہ رزولیوشن پیش کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے رزولیوشن پر جو کچھ ممکنہ چلتی کی جائے وہ زیادہ تر مسلمانوں ہی سے مخصوص ہے وہ رزولیوشن یہ ہے۔

رزولیوشن نمبر ۲

”در بارہ تیاری اور پیش کرنے عرضداشت مذکورہ رزولیوشن نمبر ۱ کے مجلس نے بالاتفاق قرار دیا کہ وہ عرضداشت زیادہ خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کی طرف سے بلحاظ ان کے سوشل پولیٹیکل و ایجوکیشنل یعنی معاشرت و تمدنی و تعلیمی حالات کے بحیثیت ہونے جان تیار عایا سے حضرت ملکہ معظمہ و کٹوریہ قیصر ہند کے گذرانی جائے گا“

اس رزولیوشن کی تائید صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

تیسرا رزولیوشن خواجہ احمد شاہ صاحب پروفیسر پنجاب ایڈورڈز رئیس لدھیانہ نے جو اس جلسہ میں شامل ہونے کی غرض سے تشریف لائے تھے پیش کیا اور پیش کرتے وقت یہ گفتگو کی۔

اگرچہ یہ رزولیوشن ممالک مغربی و شمالی وادہ سے متعلق ہے مگر اسکا اثر صوبہ پنجاب

کے مسلمانوں پر ہی ہونے لگا اور انکو بھی اوس سے وہی نقصانات پہنچنے لگے جو ممالک مغربی و شمالی کے مسلمانوں کو پہنچنے والے ہیں اسلئے کہ ان دونوں صوبہ کے تعلقات ایسے متحد اور باہم گراں درجہ متعلق ہیں کہ بیان کا اثر تعلیمی اور معاشرتی حالت میں پنجاب پر ہونے لگا ہے۔ اور بعض اضلاع صوبہ پنجاب کے مثل دہلی اور کرنال وغیرہ کے تو ایسے ہیں جنکو فی الحقیقت اسی صوبہ کے متعلق کہنا چاہئے اور یہ معاملہ صرف ملازمت ہی پر محدود نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کی تعلیمی اور تمدنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے والا ہے اور اس لیے ضرور ہے کہ تمام بالائے ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک پبلک بریئرینٹینیوٹنگ بلائی جائے اور صرف اسی صوبہ کے مسلمانوں پر وہ محدود نہ رکھی جائے اس لیے میں مفصلہ ذیل رزلوشن پیش کرتا ہوں۔

رزلوشن نمبر ۳

۱۔ بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ نواب محسن الملک بہادر سے درخواست کی جاوے کہ وہ شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک پبلک بریئرینٹینیوٹنگ اسوقت اور اوس مقام پر منعقد ہونے کا انتظام کریں جبکہ تعیین من بعد کیا جاوے گا تاکہ اوس مڈنگ میں گورنمنٹ کے اوس رزلوشن پر جو زیر بحث ہے غور کیا جاوے اور گورنمنٹ میں پیش کریں گے یہ ایک متفقہ ممبریل وعدہداشت تیار کیا جاوے گا، نواب لطف علی خان صاحب پریسڈنٹ نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

چوتھا رزولیوشن صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب نے پیش کیا۔ اور پیش کرتے وقت کہا کہ اس رزولیوشن کی یہ غرض ہے کہ ہمارا میموریل جو بھیجا جائے اوسمین گورنمنٹ پر یہ واضح کر دیا جائے کہ ہم کو اس رزولیوشن کے سمجھنے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ نے زبان کو نہیں بدلا وہ صرف اہل معاملہ کو مجاز کرتی ہے کہ چاہے وہ اپنا استغناء ناگری میں پیش کرے خواہ اوروین۔ اور ہماری مخالفت اسی پر مبنی ہوگی اس لیے میں یہ رزولیوشن پیش کرتا ہوں۔

رزولیوشن نمبر ۲

”بالا اتفاق یہ قرار پایا کہ گورنمنٹ رزولیوشن جو اس وقت زیر بحث ہے اوسکے متعلق یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ عدالتوں کی زبان تبدیل نہیں کرتا اور نہ حکماء ہندی طرز تحریر کو عام دفاتر میں جاری کرنے کے لیے مجبور کرتا ہے بلکہ صرف اہل معاملہ اور پبلک کو مجاز کرتا ہے کہ وہ سرکاری معاملات میں یکجائے اُردو و حروف جو کہ آجکل عدالتوں میں عام طور پر مروج ہیں ہندی یعنی ناگری حروف استعمال کرے“

اسکی تائید مولوی بہادر علی صاحب نے کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔
پانچواں رزولیوشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت یہ گفتگو کی۔ ہم تمام مسلمانوں کو اس بات کا یقین ہے کہ حکومت برطانیہ سے

بڑا کھڑکونی اور ایسی سلطنت نہیں ہے جو اپنی رعایا کی بہبودی اور فلاح اور ترقی کی
 خواہاں ہو۔ اور جسے سوائے رعایا کی بہلائی کے کوئی دوسری بات پیش نظر
 ہو۔ سو برس کے تجربہ نے ہم کو گورنمنٹ کے انصاف اور بے طرفدارانہ کارروائی پر
 یقین دلادیا ہے اور ہم صدق دل سے اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ کسی
 کارروائی میں گورنمنٹ کو نہ خود غرضی کا خیال ہوتا ہے نہ کسی خاص فریق کی حمایت
 اور طرفداری منظور ہوتی ہے۔ مگر چونکہ وہ حکمران ہے ایک ایسے ملک پر جس میں
 مختلف قوم۔ مختلف مذہب۔ مختلف فرقے آباد ہیں اور جنکی خواہشیں اور متنائیں
 مختلف ہیں ایسے یہ بات قوت بشری سے خارج ہے کہ اس گورنمنٹ کے
 احکام سب ایسے ہوں جس سے کسی خاص فرقہ کو اپنے خیالات اور اپنے
 حالات کے لحاظ سے شکایت پیدا نہ ہو۔ اور سب مختلف فرقے اور احکام کو
 اپنی خواہشوں کے مطابق پائیں۔ یہ زرولوشن بھی جو گورنمنٹ نے جاری کیا ہے
 ایسا ہی ہے کہ ہم مسلمانوں کو اسکی شکایت ہے اور ہم اوسمیں اپنا نقصان دیکھتے
 ہیں اور ہم اوسپر اعتراض کرنے پر آمادہ ہیں مگر ہم سب کو ایک لحظہ کے لیے یہی نہ
 اپنے دلیں کوئی ایسا خیال لانا چاہیے نہ تحریر و تقریر میں کوئی ایسی بات ہماری قلم
 اور زبان سے نکلنی چاہیے جس میں بظاہر کچھ بھی گورنمنٹ سے بیدلی یا ناراضگی کی
 بو آتی ہو یا اوس حسن عقیدت اور وفاداری میں جس سے ہمارے دل بہرے ہونے
 میں کچھ بھی فرق پیدا ہوتا معلوم ہو یا گورنمنٹ کی نیک نیتی میں کچھ بھی شبہ گذرنے کا

کسی کو خیال ہوا سیلے میں مفصلہ ذیل رزولیوشن پیش کرتا ہوں۔

رزولیوشن نمبر ۵

بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ دربارہ اوس نکتہ چینی کے جو گورنمنٹ رزولیوشن زیر بحث کے متعلق ہو کوئی ایسا مباحثہ یا استدلال یا بیان جائز نہ رکھا جاوے جس سے سلطنت برطانیہ کی طرف سے بے دلی پیدا ہو یا اوسکے بے لوث اور فیاضانہ مقاصد اور ارادوں کی نسبت شک و شبہ کی پو آتی ہو۔

اسکی تائید نواب لطف علی خان صاحب پریسڈنٹ اور نادر علی صاحب مختار میرٹھ اور جو دہری علی مردان خان صاحب نے کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔
چنٹا رزولیوشن سرفراز خان صاحب و کیل نے پیش کیا اور میر عاشق علی صاحب رئیس جلالی نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۶

بالاتفاق یہ قرار پایا کہ عام ہیرایہ اوس درخواست یا میموریل یا دیگر پریزینٹیشن کا جو اس مسئلہ کے متعلق گورنمنٹ کی خدمت میں پہنچا جاوے صرف مسلمانوں کے ذاتی فوائد و اغراض کے تحفظ پر بحیثیت ہونے جان نہ مارا عیاں ہو سرکار برطانیہ کے مبنی ہونا چاہیے۔ اور اس بات کا خاص لحاظ رکھا جاوے کہ ملکہ معظمہ کی ہندو رعایا (جسکے ساتھ مسلمان صدیوں کے ارتباط کی وجہ سے بطور دوستوں اور ہمسایوں کے مل جل گئے ہیں) کے خاص فوائد و اغراض کے برخلاف کسی قسم کی حملہ آور میٹرو

اور نیز کوئی خصوصیت انگلیز سپاہیوں سے تو می یا مذہبی جھگڑے مابین ہندو
و مسلمان رعایا کے ملکہ معطلہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جائیگا نہ رکھے جائیں۔

ساتواں رزولوشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت
مفصلہ ذیل تقریر کی جو رزولوشن میں پیش کرتا ہوں وہ ایسا صاف اور سچا ہے کہ کوئی
شخص اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اردو زبان نہ عربیوں کی ہے نہ ایرانیوں کی
نہ ترکوں کی نہ یہ اصلی زبان مسلمانوں کی ہے۔ نہ انہوں نے بزور حکومت اسے

جاری کیا۔ بلکہ یہ زبان اس ارتباط اور اختلاط کا نتیجہ ہے جو ہندو اور مسلمانوں میں
پیدا ہو گیا تھا اور تجارتی اور تمدنی اور روزمرہ کی ضروریات نے اس زبان کو پیدا کیا
تھا۔ یہ زبان درحقیقت پیداوار اسی ملک کی ہے اور یہیں اس نے نشوونما پایا

ہے اور ہندو اور مسلمان دونوں نے اسی ترقی دی ہے اور دونوں نے اسکو اپنی
زبان قرار دیا ہے اس لیے یہ زبان نہ مسلمانوں کی جابرانہ حکومت کی یادگار ہے
نہ اون کے سطوت و جلال کی نشانی ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ کیوں دوسرا فریق

اسے مسلمانوں کی زبان سمجھ کر اب نفرت ظاہر کرتا اور اسکے بدلے پورا انی مردہ
زبان جاری کرنے کی خواہش رکھتا ہے حروف ہی جو استعمال کیے جاتے ہیں۔

وہ بھی سب خاص عربی تہین ہیں اوہیں ہی فارسی اور ہندی کے حروف مل جل
گئے ہیں۔ اور جو رسم خط جاری ہے اسکا درباری اور سرکاری اور تجارتی ہی
معاملات میں رواج نہیں ہے بلکہ ہمارے ہر وطن بہائی ہندوؤں نے اسے اپنی

خانگی تحریرات میں بھی جاری کر رکھا ہے۔ اور ہندوؤں کی اکثر زبانیں سنہ سے ہی
 اسیکو کورٹ کی کرنل یعنی سرکاری تحریرات میں پسند کیا ہے۔ اور یہ وہ زبان
 اور خط ہے جسکو اس بات کا شرف حاصل ہے کہ ہماری ملکہ مغلیہ قیصر ہند
 و فرارو اے انگلستان نے ہندوستان کی دیگر زبانوں اور دیگر حرفت کی بہ نسبت اسی زبان اور
 اسی خط کو پسند کیا اور اسے سیکھا ہے۔ اور ابھی میں نے اخبار میں دیکھا ہے کہ لیڈی
 نارٹ کورٹ صاحبہ گورنمنٹی کی خاتون نے اسی زبان اور اسی خط کو سیکھنا شروع
 کیا ہے۔ باوجودیکہ ممبئی میں مرہٹی اور گجراتی زبان عموماً جاری ہے اور وہی وہاں
 کی سرکاری زبان اور سرکاری خط ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اردو زبان
 اور فارسی خط عام اور مشترک سارے ہندوستان کا ہے اور جیسا کہ میں ابھی بیان
 کر چکا ہوں یہ ایک زندہ یادگار اوس میل جول کی ہے جو پچھلے زمانہ میں ہندو اور
 مسلمانوں کے باہم تھا۔ اس لیے میں یہ رزلوشن پیش کرتا ہوں۔

رزلوشن نمبر

بالا اتفاق یہ امر قرار پایا کہ زبان اردو اور اسکارسیم الخطہ مسلمانوں کی جابرا تہ
 حکومت کی یادگار ہے نہ اونکے حکمانہ انتظام کی نشانی بلکہ درحقیقت یہ ایک زندہ
 یادگار اوس میل جول کی ہے جو مسلمانوں کی عظمت اور حکومت کے زمانہ میں باہم
 ہندو اور مسلمانوں کے پیدا ہو گیا تھا اور نمایان تصویر اوس صورت کی ہے جو اوس
 لہجہ نے دونوں قوموں کی ملی جل تندیب سے اختیار کر لی تھی۔

محمد یوسف خان صاحب رئیس بڑھاشی ضلع علیگڑھ نے اس زندگیوں کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ کہنا کہ اردو مسلمان فاختوں کی زبان ہے ایک بڑی غلطی ہے حقیقت میں اردو ہندوستان کی زائیدہ یا فاتح و مفتوح قوم کی یا مختلف ہندوستان کے اقوام کی ایک سلطنت میں باہم ارتباط کے تخم کا ایک سرسبز پودہ ہے دونوں نے ہندوستان میں نشوونما پایا ہے اور ہم نے اردو میں پرورش پائی ہے۔ اردو نے ہندوستان میں باہمی تمدنی تجارتی سرسبز پیدا کر دی ہے۔ اردو نے باہم مغائرت کی روک واڑ کو ہٹا کر ہندوستان کو قربت کے رشتہ میں ایک کر دیا ہے ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کی اصل زبان میں اردو الفاظ اور کلمہ کی زبان میں اردو کے فقرے ہر ایک فرقہ میں پائے جاتے ہیں۔ اردو کی خصوصیت اور عام قبولیت اس سے ثابت ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک گوشہ اور رقبہ میں اردو بلاتامل سمجھی جاتی ہے۔ اردو کو شہر کے باشندے اور خانہ بدوش فرقے ایک ہی طرح بلا تکلف سمجھ سکتے ہیں۔

زبان اردو کا فارسی حروف میں تحریر کرنا بھی لازمی امر ہے اور وہ اب تک تین سو برس سے قبول کیا گیا ہے اور موجودہ اردو کا رسم خط عربی اور کابل کی فارسی و پشتو کے رسم خط سے جدا ہے۔ اردو تحریر و سیاق میں ایسی سہولیت و پختگی ہے کہ کوئی ضرورت زیر زیر یا متر سے کی نہیں ہے۔ اردو رسم خط میں ہر ایک زبان کے الفاظ بہت صحت سے لکے پڑے جاسکتے ہیں۔ ایسے حرف جو مختلف

زبانوں میں پائے جاتے ہیں اور جبکہ مخرج مختلف زبانوں میں ہندوستان کی پایا جاتا ہے ان کے واسطے ایسے حرف اردو میں موجود ہیں جو تھوڑے فرق سے صحیح الفاظ اصلی زبان کی آواز میں پڑے جاسکتے ہیں۔

اسکی مثال ٹ - س - ص - ذ - ز - ض - ظ - و - ڈ - ر - ٹ - ک - ق سے پائی جاتی ہے۔ لیکن ناگری میں - ج - ز - ض - ظ کے مختلف مخرج کی بجائے صرف ایک حرف جا ہے۔ اور ٹ - س - ص کے بجائے حرفہ سا ہے۔ سوائے اسکے حرف ر - ن - ناگری خط میں بہت

جگہ ایسے اشارہ میں ظاہر کیا جاتا ہے جو مثل اعراب یا ماترے کے تصور ہو سکتا ہے اور زود نویسی میں وہ بھی متردک ہو جاتا ہے جسکو لکھ کر مختلف الفاظ کے بولنے میں کیسی نامناسب غلطی ہو سکتی ہے۔ ایسا واسطے ہندوستان نے خود

اردو کو ایسے ہی اردو رسم خط کے ساتھ لازمی ہونا قبول کیا ہے جیسا کہ اب رائج ہے اردو رسم خط میں پُرانی بہا شہ اور نئی انگلش زبان بہت صحت سے لکھی جاسکتی ہے اور اسکو صحت سے پڑھنا ممکن ہے۔ لیکن ناگری میں اردو فاری عربی انگریزی کے اکثر مخرج صحت سے لکھے جانے کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے۔

انہیں وجہ سے دو برس تک مغلیہ گورنمنٹ نے اردو کی ترقی کو روکنا ملکی ضرورت کے مضمر خیال کر کے اسکو ترقی کرنے دیا۔ اور اس امر کو خود ہندوستان نے مفید قرار دیکر برٹش گورنمنٹ سے مسئلہ امین استدعا کر کے صوبہ مغربی و شمالی

اور بنگال کی ملکی زبان تسلیم کر کے عدالت میں جاری کرنے کی استدعا کی جو
 برٹش گورنمنٹ نے پورے غور کے بعد ہندوستان کے ان صوبوں کی زبان
 و رسم خط اُردو کا ہونا تسلیم کیا ہے اور یہ اجلاس کونسل اوسکو عدالتی ضرورت میں
 واجب قرار دیا ہے۔ اوس ہندوستان میں اُردو کا دائرہ جس قدر وسعت کر گیا ہے
 اور جسے کہ بے شمار تعلیم یافتہ لوگ اور خاص کر مسلمان اپنی اصلی زبان سے الگ
 ہو کر ہندوستانی اُردو میں تعلیم پا چکے ہیں اور بڑی محنت سے اپنا پروگرام (جس میں
 انگلش تمدنی و عربی مذہبی اور اُردو ملکی زبان شامل ہیں) محدود دائرہ میں درست
 کر پایا ہے تو ہر ایک ایسی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جس سے اپنی موجودہ
 ضروریات اور آئندہ کے اطمینان میں ایک صحیح خطہ اور بایوسی نظر آتی ہے۔

ہماری موجودہ عمر بلحاظ نئی تربیت پانے کے کچھ زیادہ چالیس سال کی
 خیال کیا جاسکتی ہے۔ اس چالیس سال کی عمر کو شیر خواہ چون کی انقلابی ایسی حالت
 سے اگر مشا پسلم کیا جاوے تو بڑا جی نہیں ہے۔ کہ کچھ زمانہ دوسرے کی مدد سے غذائے کار
 اور کچھ زمانہ بے فکری سے کھیلنے کا رہا ہے۔ تیسرا زمانہ سمجھنے اور فضل مکتب کی حیثیت میں بچوا
 اب اس چوتھے بس ہیں میں جبکہ ہنہ قدم رکھا ہو اور اپنی آپ بغیر مدد دوسرے کے کام کی فکر کر رہے ہیں
 اور اپنی گرتی اور ضروریات کے جمع او یکجا کر نیکی کوشش کر رہے ہیں اور یہ وہ زمانہ ہے کہ سرسید مرحوم کے
 استادانہ اور مربیانہ لکچرہوں نے ہر کو ہماری ضروریات سے خبردار ہونیکا جوش دلا دیا ہے
 اور ہنہ اپنے نئے نئے جن جملہ گروہوں اور مشکوئین بایا تھا اوسکے صاف کرنے اور آسان

راستہ پیدا کرنے میں کوشش کی ہے تو ایسی موجوں سے ہماری کشتی کو جھونکے
 لگ رہے ہیں جبکہ مقابلہ کرنے کو ہماری طاقت کسی طرح موزون نہیں ہو۔ ایک طرف
 ہیکو انگریزی تعلیم حاصل کر کے گورنمنٹ کی خدمت کے قابل بننا واجب ہے
 دوسری طرف ہیکو اپنے رسم و مذہب کے فرائض کے واسطے مذہبی زبان کا حاصل
 کرنا اور قایم رکھنا فرض ہے۔ اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اول کے بغیر ہم آدمی نہیں
 ہو سکتے اور دوسرے کے بغیر ہماری نجات اور صلاحیت قومی غیر ممکن ہے اور ان
 دونوں کو ساتھ لیکر اپنی برابر کی قوموں کے مقابلہ میں آؤں گا قایم رکھنا اور اپنے مساوی
 حق کو پانے کے واسطے جبکہ ہماری قوم فلاکت زدہ حالت میں اور خالی جیب۔
 اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کو چاہی رہی ہے تو اس میں ایسی ٹھوکرین لگنا اور ایسے نئے
 رستے پیدا ہونا جو اس وقت پیش ہیں نہ صرف ہیکو ہمارے ترقی کی روک تھام بلکہ ہمارے
 آئندہ کی امیدوں اور بہرہ رسد کو سخت صدمہ دینے والے منظر ہیں۔ ہم نے اپنی قوم
 کو پہلے دس برس تک گورنمنٹ کی تعلیم سے نفرت اور اندیشہ ناک حالت میں دیکھا ہے
 دوسرے دس برس میں مسر سید کے مساعی جمیلہ کی لگاتار کوشش اس طرف مائل
 کرنے میں رہی اور اب جبکہ ہم آمادہ ہوئے تو دس برس سے ہمارے لیڈر و رہبر ہمارے
 راتہ سگبانے میں لگاتار مصروف ہیں اور کسی مسلسل غور و خوض کی یادداشت ایک جو کبھی
 رپورٹ میں ایک دو بار ہی ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم میں کس قدر دشواریاں ہیں۔ جنکو
 کر کے ایک گریجویٹ اس قابل ہو سکتا ہے کہ امتحان دینے کے آئندہ

نظر پڑے۔ اس امر کی وضاحت اس سال کی کانفرنس کے موقع پر آرمیل مسٹر جسٹس
 امیر علی جج ہائی کورٹ و پریسیڈنٹ ایجوکیشن کانفرنس کلکتہ نے چند صفحوں کی اسپیشل
 مین بدل بیان کیا۔ ہم گورنمنٹ کے عاجز و ناچیز فرزند ہمیشہ اس امر کے متوقعہ رہے
 ہیں کہ ہمارے لیے مغربی علم میں ایسا سہولیت کا طریقہ پیدا کرے جس میں آسانی
 اپنا مذہبی علم لیکر پہنچ سکیں اور اس طرح گورنمنٹ کو بغیر مذہبی نقصان کے ایک
 لایق مذہب و کار آمد دیا جاتا رہے۔ یہ معلوم ہے اور ہم مشکور ہیں کہ گورنمنٹ نے
 اس میں ضروری ہماری دستگیری کی ہے اور رہی کی ہے اور ایسے ایسے رزولوشن
 نافذ فرمائے ہیں جن سے سرکاری اسکولوں میں رہ کر ہمارے بچوں کو مذہبی تعلیم کا بھی
 موقع ملے۔ اس طرح کی کوششوں اور ایسی تدبیروں سے جس سے ہماری قومی تعلیم
 کے روز بروز وسائل مغرب کی ترقی کے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں
 ایسی صدائیں جو ہمارے تئیں ہماری بوجہ نہیں سے بجائے کسی ایک کم ہونے کے یعنی
 اردو غریبی اور انگریزی کے اوپر خطا ناگری کا واجباً ملازمت میں مشروط ہونا یہ ایک خوش
 آئند امیدوں کو پرمردہ کر رہا ہے اور ہم اپنی رفتار کو ادنیٰ چال پر یا وہی سے دیکھ رہے ہیں
 میں نہیں جانتا یہ خیال کہ دیوناگری ملکی خط یا تجارتی کی خواہش ہے کہ نہ تاک
 وقت رکھتا ہے؟ میں دیکھتا ہوں کہ اس عرصہ میں ادن ریاستوں کی گورنمنٹوں
 نے جنہر کوئی حق اردو کا نہیں بتایا جاسکتا ہے صرف ملک کی خواہش کے غلبہ سے
 بجائے ناگری یا فارسی کے اردو کو تسلیم ہی نہیں کیا ہے بلکہ آج سے بہت پہلے

اپنے دفتر کو اُردو کر دیا ہے دیکھو ہمارے صوبہ کی ماتحت ریاستوں میں ریاست
 گوالیار۔ جسے پور۔ بہر پور۔ کوٹ۔ جھالاوار۔ جالڑہ۔ بہوپال۔ ٹونک اور بعض دیگر
 ریاستوں نے اپنے دفتر کو بجائے فارسی و ناگری کے اُردو زبان اور اُردو خط میں
 پورے طور پر جاری کر دیا ہے اور اس خواہش ملی میں کوئی وجہ قومی یا مذہبی مانع
 نہیں ہوئی ہے۔ اور جو دوا ایک ریاستیں باقی ہیں وہ اس تجویز پر غور کر رہی ہیں کہ
 اپنے دفتر کو بجائے ناگری کے اُردو کر دیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ہماری گورنمنٹ کے
 مشیروں نے بجائے انگریزی ترقی کے اور اسکی ترغیب و آسانی کے موجودہ رفتار
 کو اوٹے راستہ پر جو ایک مدت سے پیچھے ہے پہر واپس کرنے کی تجویز کیوں کی ہے؟
 ہم کیسے مشرقی ترقی اور مردہ علوم کے حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں ہیں ہم گورنمنٹ
 سے عاجزانہ فرزندانہ حق کی وجہ سے پکار کر کہتے ہیں کہ ہم نیکو جنگیں نہیں چاہتے ہیں
 ہم گورنمنٹ نہ مسلمان بنانے کی ذمہ داری لیوے اور نہ ہم کو ہندو بنانا چاہتے۔ ہم کو وہی
 علم سکھادے جو ایک شایستہ رعایا اور کارآمد جنگیں کو حاصل کرنا واجب ہے۔

میرے ایسے فصیح اور بلیغ الفاظ نہیں جو میں معزز محکمہ صاحب کی تائید میں اسے پیش کر سکوں جو
 اذکارِ عالمانہ تقریر کہ ہم بلکہ ہوں نہ میں ان مطالب اور تاریخی حالات سے اور سہرا واقف ہو سکتا ہوں
 جیسا انکی عالمانہ پہنچ میں ظاہر کہ گورنر اسو سٹون اپنی باخیر گفتگو کو صرف اس قدر ختم کرتا ہوں کہ میں زور دیتا
 کہ ایک لفظ کی تائید نہ کرنا حاضر ہوں اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ تمام حاضرین اس میں بغیر اوجاع زور ویشن کو اتفاق کر کے
 منشی ناو علی صاحب نے یہی اسکی تائید کی اور زور ویشن مذکورہ بالا بات اتفاق منظور ہوا۔

آسمان رزولیوشن تھیوڈور مارسلین صاحب نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت اپنی اوس یادداشت کا کچھ خلاصہ بیان کیا جو اس سلسلہ کے متعلق اونہوں نے لکھی تھی اور جس کا ترجمہ اخیر میں اس روداد کے شامل ہے۔

رزولیوشن نمبر ۸

اس جلسہ کی راسے میں ان صوبہ جات کا اٹریجیٹ یعنی علم ادب اردو زبان میں محفوظ اور محدود ہے ناگری و کیتھی اور ہندی تحریر کے دیگر ذریعے عموماً حسابات رکھنے اور چھوٹی چھوٹی یادداشتیں لکھنے میں مستعمل ہوتے ہیں لیکن علمی خیالات کے اظہار میں اس قدر استعمال نہیں کئے جاتے جتنے اردو حروف تمام چڑھے لکھے لوگ مبہین ہندو اور مسلمان دونوں شامل ہیں۔ ذہنی خیالات اردو زبان میں ظاہر کرنے کے عادی ہو گئے ہیں اور نئی طرز تحریر جاری کر نیے جس سے زیادہ تعداد خواندہ لوگوں کی نا آشنا ہے سخت وقت ہوگی۔ اور اس جلسہ کی راسے میں گورنمنٹ کے رزولیوشن زیر بحث کا یہ اثر ہو گا کہ لکھنے پڑھنے والی جماعت کے حقیقت دو علیحدہ اور نا آشنا فرق بنکر اوس فائدے سے محروم ہو جائیں گے جو ایک مشترک زبان اور خط سے اونکے اچھی طرح حاصل ہونے لگے تھے۔

شیخ عبدالصاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل علی گڑھ نے اسکی تائید کی اور تائید کرتے وقت یہ کہا کہ مجھے اس رزولیوشن کی نسبت کچھ زیادہ بیان کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ جو کچھ دلائل اور خیالات مسٹر مارسلین نے بیان کئے

کہے وہ کافی ہیں۔ میں صرف چند الفاظ انکی تائید میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔
 رزولیوشن کا مطلب یہ ہے کہ صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اووہ کے باشندگان
 کا لٹریچر یعنی کتابی علم اردو زبان ہی میں محفوظ اور محدود ہے۔ یہ صرف ہمارا دعویٰ ہی
 نہیں بلکہ اصلی واقعات اور حالات سے اسکی تصدیق اور تائید ہوتی ہے۔ اسوقت
 میرے پاس ایک ہندو مطبع کی دو فہرستیں موجود ہیں ایک بزبان ناگری اور دوسری
 بزبان اردو۔ ناگری فہرست میں زیادہ تر کتابیں ہندو مذہب کے متعلق ہیں اور
 کچھ نجوم کی کتابیں اور چند ناول وغیرہ لیکن لٹریچر ایک بہت بڑی وسیع چیز ہے
 اسمین علم ادب۔ تاریخ جغرافیہ۔ فلسفہ۔ سائنس وغیرہ سب علوم و فنون شامل
 ہیں یعنی وہ کل علم جو کتابوں میں مروج ہوتا ہے بیان ہماری اوس سے مراد
 ہے۔ پس صرف مذہبی کتابیں یا نجوم کی کتابیں یا چند ناول کسی لٹریچر کے دائرے
 کو ختم نہیں کر سکتے۔ برخلاف ناگری فہرست کے وہ فہرست جو اردو حروف میں
 مرے پاس ہے اسمین ہر علم اور فن کی کتابیں ملتی ہیں۔ حتیٰ کہ اب کتابیں متعلق
 مذہب اہل ہندو کی ہی اوس میں موجود ہیں۔ پس یہ امر بالکل محقق ہے کہ اس
 ملک کا لٹریچر سوائے اردو زبان کے اور کسی زبان میں نہیں ملتا۔ شاید کسی کو
 یہ خیال ہو کہ یہ لٹریچر صرف مسلمانوں ہی کا ہے۔ ہندوؤں کا نہیں۔ اگر گندھو
 صاحبان اردو کو اپنی لٹری زبان نہ خیال کرتے تو اپنے مذہب کی کتابیں اوس
 زبان میں کیسے تحریر کرتے اور اگر انہوں نے اس زبان کو اس قدر خصوصیت

دی نہ تھے کہ وہ اپنی مذہبی کتابوں کو بھی اسی زبان میں لکھتے اور پڑھتے ہیں
 تو پھر ان کو کیا اور فنون کی کتابیں پڑھتے ہیں کچھ اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ جا کر
 کسی ایسے ہندو صاحب کے مکان پر جو ہندی اور اردو دونوں جانتے ہوں۔
 دیکھ سکتے ہیں کہ ان کی ہندی کی الماری میں سوائے چند مذہبی کتابوں کے اور کوئی
 کتاب نہ ہوگی اور برخلاف اسکے ان کی اردو لائبریری میں ہر فن کی کتابیں ملین گی۔
 آپ جا کر ہندو صاحبان کی قومی جلسوں میں سنئے کہ وہ کس زبان میں لکچر دیتے
 ہیں اور وہ کس زبان میں لکھے جاتے ہیں اور لکچر وں اور مضامین کے مجموعے
 کس زبان میں تیار ہوئے ہیں۔ جو صاحبان ہندی اور اردو دونوں جانتے ہیں
 وہ خط و کتابت کس زبان میں کرتے ہیں اردو زبان ہندو صاحبان کی اور نیز
 مسلمانوں کی یکساں لٹری زبان ہے۔ ہندو صاحبان کی تصنیف بھی اعلیٰ سے
 اعلیٰ انظم اور نشر میں کتابیں موجود ہیں اور نیز مسلمانوں کی تصنیف کی ہوئی بھی بہتری
 کتابیں موجود ہیں۔

کسی ملک کے باشندوں میں کہی پورا اتفاق اور اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا جب تک
 ان کی زبان اور لٹریچر ایک نہ ہوں۔ مختلف زبان اور مختلف لٹریچر ہونے سے
 اتفاق اور عداوت بڑھتی ہے۔ موجودہ رزولوشن میں بڑے سے بڑا اگر کوئی نقص
 ہے تو وہ یہی ہے کہ اس کی وجہ سے آج دو مختلف لٹریچر اور دو مختلف زبانوں
 کی بنیاد پڑتی ہے۔ ملک دو نہایت ہی ضرر رسان اور تکلیف دہ حصوں میں تقسیم

ہو رہا ہے۔ اس تقسیم کو صرف مسلمانوں کو ہی اندیشے کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ اسکی نسبت ہندو صاحبان کو بھی پورا خیال کرنا چاہیے اور گونہ محکوم پیشگوئی کا علم ہے اور نہ دعویٰ لیکن جو واقعات اور حالات اقوام کے گزشتہ زمانہ کی تاریخ نے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں انکے لحاظ سے بین کہہ سکتا ہوں کہ اس آئو والو ٹیری اختلاف سے گورنمنٹ کی مشکلات اُن وقتوں سے بدتر ہوا ہے جو فرس کر لی گئی ہیں کہ ایک ناگریز اور متقدم ساز کو عدالتوں میں ہوتی ہیں۔

حافظ عبدالرحیم صاحب وکیل نے بھی اسکی تائید کی اور رزولوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

نوان رزولوشن تیسو ڈور مار سین صاحب نے پیش کیا اور اس کے متعلق مختصر گفتگو کی۔

رزولوشن نمبر

بالاتفاق یہ قرار پایا کہ علاوہ ممالک مغربی و شمالی واوودہ کے اردو دیگر صوبہ جات کی بھی خصوصاً پنجاب کی علمی زبان ہے۔ اور پنجاب اور دیگر ممالک کی اکثر ریاستوں کی زبان بھی اردو ہی ہے اور تمام کارروائی اردو میں جاری ہے اور یہ کہ مذہب ہی ایک زبان ہے جسکی نسبت امید کی جاتی ہے کہ تمام بالاس ہندوستان کی علمی زبان ہو جاوے گی لیکن رزولوشن گورنمنٹ زیر بحث کے اثر سے ایک نیا طرز قریب پیدا ہو جاوے گا اور پڑھنے لکھنے والا گروہ دو ٹکڑہ اور نا آشنا

مشرق و مین تقسیم ہو جاوے گا۔ (جیسا کہ رزولوشن نمبر ۱۱ میں ذکر ہوا) اور ایسی حالت میں کم از کم ایک حصہ تسلیم یافتہ باشندگان صوبہ ممالک مغربی و شمالی کالیک وسیع اور ترقی پذیر لٹریچر کے فوائد سے محروم ہو جاوے گا اور غیر ترقی یافتہ اور مقامی لٹریچر تک محدود رہے گا۔ اور بالآخر ہندوستان کے لٹریچر کو اس سے وہ جز ہو چکا جو ان صوبہ جات کی حدود سے باہر تک محسوس ہوگا۔

حاجی مصطفیٰ خان صاحب نے یہ ترمیم پیش کی کہ رزولوشن میں یہ الفاظ بھی ایزاد کر دئے جائیں کہ پنجاب اور دیگر ممالک کی اکثر ریاستوں کی زبان بھی اردو ہی ہے اور تمام کارروائی اردو ہی میں جاری ہے۔

مولوی فریج الدین صاحب وکیل علی گڑھ نے اسکی تائید کی اور رزولوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

دewan رزولوشن مولوی بہادر علی صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل علی گڑھ نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت فرمایا کہ ہماری ہمتی ہے کہ بلا اطلاع مسلمانوں کے یہ رزولوشن گورنمنٹ نے نافذ کر دیا اور کوئی موقع ہلکواسکے متعلق غور کرنے کا نہیں دیا۔ رزولوشن زیر بحث میں یہ صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص و فائرسرکاری میں نوکری نہیں پاسکتا جب تک کہ وہ اردو اور ہندی روانی کیساتھ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔

مسلمان چونکہ اسوقت ہندی بالکل نہیں جانتے اسلئے ہندی روانی کے

ساتھ لکھنے پڑھنے کی مہارت ایک عرصہ کے بعد پیدا ہوگی جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ توہین جو کہ مسلمانوں سے اسبابی زیادہ آؤ اور ہندی دونوں کی سانی کے ساتھ لکھ پڑھ سکتی ہیں کس قدر آگے بڑھ چکی ہیں۔ جہاں تک گورنمنٹ رزلوشن کے نتائج پر غور اور خیال کیا جاتا ہے وہ مسلمانوں کے لئے ہر طرح پر نقصان دہ اور دیگر لوگوں کے لئے بھی کم فائدہ بخش ثابت ہوتا ہے کیونکہ نیپے پائیوئیر مین ہی اسکے متعلق ایک مضمون دیکھا جس میں وہ لکھتا ہے کہ ”ایک فوری اثر منجملہ اون بہت سے نقصانوں کے جو کہ مسلمانوں کو برداشت کرنا پڑینگے یہ ہوگا کہ بہت سے عراض نویں معطل ہو جاویں گے“ پس مین یہ رزلوشن پیش کرتا ہوں۔

رزلوشن نمبر ۱

بالا اتفاق یہ امر قرار پایا کہ فوری اور ناگہانی نفاذ گورنمنٹ رزلوشن زیر بحث نے تمام مسلمانوں کو حیرت زدہ کر دیا ہے اور ان کی توقعات کو گورنمنٹ کی ملازمت حاصل کرنے کے متعلق سخت مضر پہنچنے کا خوف پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر ان قواعد پر جو اس رزلوشن مین درج ہیں فوری عملدرآمد ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ گورنمنٹ کی ملازمت حاصل کرنے میں بحیثیت عملہ کے مسلمان قریباً کل کے محروم ہو جائیں گے۔

شیخ عمر علی خاں رئیس میرٹھ اور حاجی محمد موسیٰ خاں صاحب رئیس دہلی نے اسکی

تائید کی اور رزولوشن بالاتفاق منظور ہوا۔

گیارہواں رزولوشن مولوی رفیع الدین صاحب وکیل علیگڑہ نے پیش کیا اور اس کی تائید حاجی یوسف خان صاحب رئیس وٹاوالی نے کی اور بالاتفاق پاس ہوا۔

رزولوشن نمبر ۱۱

”یہ امر بالاتفاق قرار پایا کہ جو طبیعت سرارڈو کی تحریر کا فارسی حرفون میں ایک زمانہ دراز سے اب تک جاری ہے اور جسکے ہندو اور مسلمان دونوں اچھی طرح عادی اور جس سے دونوں فریق پنجابی مانوس ہو گئے ہیں وہ کسی پنجے سے عملی طور پر نہ سرکاری و فائز میں جہاں کہ تمام عرائض اور دیگر سرکاری کاغذات اور درخواستیں ہندو مسلمانوں کی طرف سے پیش ہوتی ہیں اور نہ دیگر انتظامی معاملات میں جنگو گورنمنٹ اور ہندو مسلمان رعایا سے تعلق ہے اور نہ دونوں فریق کے باہمی خانگی تعلقات کی تحریرات میں ضرر رسان ثابت ہوا ہے جسکی وجہ سے اس موجودہ طرز تحریر کا تبدیل کرنا فزین مصلحت سمجھا جاوے۔“

بارہواں رزولوشن شیخ عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی نے پیش کیا اور پیش کرتے وقت اسکی تائید میں یہ فرمایا۔

حضرات صوبہ ممالک مغربی و شمالی و اووہ کی آبادی از او سی گذشتہ مرح شماری پونے پانچ کڑور کی ہے۔ اس تعداد میں زن و مرد سب شامل ہیں۔ منجملہ اس

تعداد کے صرف تخمیناً تیرہ لاکھ آدمی ایسے ہیں جو خواندہ ہیں۔ باقی چار کروڑ ساڑھے لاکھ آدمی جاہل ہیں اب ان چار کروڑ ساڑھے لاکھ بندگان خدا کو اس سے کچھ مطلب نہیں کہ اردو حروف ہوں یا ہندی۔ فارسی حروف ہوں یا انگریزی۔ وہ ہر حالت میں دوسروں کے محتاج ہیں۔ اب رہے وہ تیرہ لاکھ جو پڑھتے لکھتے ہیں۔ انہیں سے ایک بڑی تعداد ملازمت پیشہ لوگوں کی ہے جنکے اول تو مقدمات بہت ہی کم ہوتے ہیں اور دوسرے وہ سبکے سب اردو دان ہیں۔ اب رہے وہ لوگ جو پڑھتے لکھتے ہیں لیکن ملازمت پیشہ نہیں۔ انہیں سے ایک کثیر تعداد اردو والوں کی ہے اور اس قدر تعداد کے لوگ اردو اور ناگری دونوں حروف جانتے ہیں۔ اب رہے وہ لوگ جو خالص ناگری دان ہیں۔ انہیں سے بڑی تعداد پٹاریوں کی ہے جو سرکاری مدارس میں پڑھ کر سرکاری طرف سے وہیات میں ملازمت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو اول تو مقدمات سے کچھ غرض نہیں کیونکہ یہ لوگ عموماً نہایت ہی غریب اور ناوار ہوتے ہیں۔ مقدمہ بازی کیا کرینگے اور دوسرے انہیں سے بھی لوگ اکثر گرد و بوجہ عدالتی ضرورت کے حاصل کر لیتی ہیں۔ دوسرے خالص ناگری والوں کا وہ گروہ ہے جو بہرین تیرتوں پر رہتے ہیں اور جو لوگوں کے نسب نامے اور شجرے لکھا کرتے ہیں۔ یہ گروہ بھی بوجہ کی بضاعت کے مقدمہ بازی کی زحمتوں سے محفوظ رہے۔ اب رہا وہ نہایت ہی قلیل گروہ کاشتکاروں اور زمینداروں کا جو ناگری کی خدمت شناسی

شناسی سے واقف ہرین اور جو بچپن میں ناگری کو بطور اپنے مذہبی زبان
 کے گیت وغیرہ مذہبی کتابوں کے پاٹ کی غرض سے اسی طرح پڑھ لیتے ہیں
 جیسے مسلمان قرآن پڑھنے کے لئے بچپن میں حمد و ماعری کا قاعدہ پڑھا کرتے ہیں۔ اب
 دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس نہایت ہی قلیل مقدار میں ناگری اور کاشتکار ناگری والوں
 کو اس رزولوشن سے کوئی عملی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر کوئی اس کو ثابت
 کر دے تو ہم انصافاً مجبور ہونگے کہ خاموشی اختیار کریں لیکن ہکو پچ اور افسوس
 اس بات کا ہے کہ دراصل یہ گروہ ہی کسی طرح اس رزولوشن سے فائدہ
 نہیں اٹا سکتا۔ فرض کر لیجئے کہ ایک زمیندار یا کاشتکار کو کوئی مقدمہ دائر کرنا ہے
 یا درخواست دینا ہے اور وہ خود ناگری جانتا ہے تو کیا وہ خود اپنا عرضی و دعویٰ
 یا درخواست تیار کر سکتا ہے۔ کیا اس کو وکیل یا عرضی نویس کے پاس جانے کی
 ضرورت نہ پڑے گی۔ کیا اس میں اسکی سب مشکلات حل ہو جائیں گی کہ وہ بجائے ایک
 اورو و ان وکیل یا عرضی نویس کے ایک ہندی و ان وکیل یا عرضی نویس کے پاس
 جا کر اپنے کاغذات مرتب کرائے۔ آپ حضرات میں سے اکثر صاحبان عربی
 فارسی اور اردو کے ماہر ہیں اور آپ میں ایسے صاحبان بھی موجود ہیں جو تصنیف
 اور تالیف کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ جب کوئی عدالتی
 کام آپ کو پڑتا ہے تو آپ اپنی اورو وانی سے کیا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کیا کوئی
 کہہ سکتا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی عدالت کی کوئی کارروائی بلا مدد و اہل

پیشہ لوگوں کے کر سکتا ہے۔ ایک درخواست تک کوئی اپنے ہاتھ سے لکھ کر پیش نہیں کرتا۔ ذرا ذرا سی بات میں قانون پیشہ لوگوں سے مدد لی جاتی ہے اور اپنی اُردو دان یا ناگری خوانی یا انگریزی دان پر کبھی کوئی اہل معاملہ ہر سو نہیں کرتا۔ پس اگر ہم یہ دریافت کریں کہ برائے خدا کھودہ آرام اور مولیت بتا دی جاوے جو ایک ناگری دان کو عدالتی کاروبار میں بوجہ اپنے ناگری حروف کے حاصل ہوگی تو کچھ حق حاصل ہے کیا ایک اُردو دان وکیل یا عرضی نویس ایک ناگری دان وکیل کا کام اُس قابلیت اور ایمانداری سے نہیں کرے گا جس سے ایک ناگری ان وکیل کرے گا۔ کیا اب تک اہل معاملہ کو بوجہ اُردو کے وکیلوں اور محرموں کی کچھ زیادہ نفیس دینی پڑتی تھی جس سے اب ان کو نجات ملیگی۔ کیا کسی اُردو دان وکیل یا عرضی نویس نے کبھی کسی اہل معاملہ ناگری دان سے دغا بازی یا فریب سے کوئی کام کیا جسکی اب ناگری اصلاح کر دیگی۔ اگر ایسا ہوا ہے اور اسکا اندیشہ ہے تو اُن چار کروڑ ساٹھ لاکھ جالوں کے لئے کیا انتظام ہوا ہے جو ناگری زبان میں

نہ اُردو اور ہندی۔

اب حضرات یہ توصات ظاہر ہے کہ اس تبدیلی سے فائدہ تو کسی کو کچھ نہیں پہنچ سکتا لیکن ان تکلیف اور نقصان سب کو پہنچے گا۔ اول تو کل عملے والوں کو غمزدہ ناگری بلا ضرورت سیکھنی پڑے گی۔ اگر مسلمانوں کی حالت کو قطع نظر کیا جاوے تو یہی اوس کثیر گروہ ہندو صاحبان کو چوسا ہے اُردو کے اور کچھ نہیں

جانتے اب ناگری سیکھنی پڑے گی۔ لیکن مسلمانوں کی حالت پر لوکل گورنمنٹ اور
 نیز گورنمنٹ عالیہ کو خاص توجہ نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں جبکہ اوغین سے ایک فیصدی
 بھی ناگری نہیں جانتے ہم حضور سرانٹونی میکڈائل بہادر سے دست بستہ ملتی ہیں کہ وہ حضور
 پر نوزیبا بقیہ ہندو ام ملکسا کی رعایا اور رعایا ہی اس قدر قابل لحاظ جیسے مسلمان
 انکی حالت کی طرف اپنی کرماتہ توجہ کو مبذول فرماویں اور انکی شکایت اور پرہیز کے
 سبب کو رفع فرماویں تاکہ انکو اطمینان قلبی حاصل ہو کہ انکے حقوق کی پوری حفاظت
 ہوتی ہے۔

رزولوشن نمبر ۱۲

اس مجلس کی بالاتفاق یہ رائے ہے کہ اون تمام معاملات میں جسکا تعلق
 عدالتوں اور سرکاری دفاتر سے ہے اہل معاملہ کو اور درخواست پیش کرنے والوں
 کو کچھ بھی وہ عملی اور واقعی فوائد نہیں پہونچ سکیں گے جو کہ گورنمنٹ رزولوشن میں بظاہر
 مد نظر رکھے گئے ہیں کیونکہ اون تمام معاملات میں جو عدالتوں اور کچھ یون کی کارروائی
 سے متعلق ہیں اور جن میں سرکاری ضوابط کی پابندی لازمی ہے لائق اور مستدیانہ
 اور ضوابط سرکاری سے واقف کاٹھروں کی ضرورت بدستور باقی اور جاری رہیگی
 اور جن حروف میں عرائض اور استغاثے اور درخواستیں لکھی جاتی ہیں اون کی
 تبدیلی سے اون خرابیوں کا علاج نہیں ہو سکتا جو اون حروف کے نہ جاننے سے
 پیدا ہوتی ہیں جن میں عدالتوں اور دفتروں کی کارروائی لکھی جاتی ہے عام اس سے

کہ وہ حروف ناگری ہوں یا آرو۔

حافظ عبد الرحیم صاحب وکیل نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق

منظور ہوا۔

تیرہواں رزولوشن مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر نے پیش کیا اور یہ تقریر کی کہ اس رزولوشن کے پیش کرنے کی ضرورت یہ ہے کہ بہت سے ہندو وکلاء نے یہ دیکھ لیا ہے کہ پبلک کا رجحان ہندی کی طرف زیادہ ہے لوگوں کو مجبور کر کے ہندی میں استغاثہ لکھائے ہیں۔ محمد زمان خان صاحب نے جو کہ فرخ آباد کے معزز رئیس ہیں جبکہ قایم گنج سے اطلاع دی ہے کہ فرخ آباد کے ضلع میں ہندو وکلاء مسلمانوں نے ہی استغاثہ ہندی میں لیتے ہیں اور منشی ہی ہندی میں نکالتے ہیں جنکے پڑھنے کے لئے بارہ بارہ کوئس تک کوئی آدمی نہیں ملتا۔

اس کی تائید حاجی یوسف خان صاحب نے کی اور بالاتفاق

منظور ہوا۔

رزولوشن نمبر ۱۳

بالاتفاق یہ امر قرار پایا کہ یہ ایک حقیقی واقعہ اور امر مسلمہ ہے کہ جس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ زیادہ تعداد اون ہندوؤں کی جنگجو عدالتوں کچھوین اور سرکاری دفتر دن سے تعلق ہے زمانہ دراز سے اردو طرز تحریر کے عادی اور اس سے

ماٹوس ہین - اور مسلمانوں کی تعداد جو ناگری حروف سے واقفیت رکھتی ہو نہایت ہی قلیل ملکہ معدوم ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو ناگری حروف کے جاری ہونے سے اون معاملات و مقدمات میں غلط فہمی اور حق تلفی ہونے کا اندیشہ ہے جس میں وہ ہندوؤں کے ساتھ بطور فریق ثانی کے شریک ہونگے کیونکہ از روئے احکام رزولیوشن گورنمنٹ کے یہ حروف اون عدالتی کاروبار اور انتظامی معاملات میں بھی مستعمل ہونگے جس میں کہ مسلمان اور ہندو فریق ہوں۔

چودھوان رزولیوشن شیخ عبدالمد صاحب نے پیش کیا اور کہا کہ بالفعل حضور لعل شٹ گورنر بہار نے بظاہر صرف اس بات کی اجازت دی ہے کہ کوئی ناگری دان اگر چاہے تو ناگری میں اپنی عدالتی کارروائی کرے۔ اور اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ زبان کی تبدیلی ممکن نہیں۔ لیکن ہم نظر آن حالات کے جو ناگری حروف اور ہندی زبان کے متعلق ہمارے تجربے میں آئے ہیں اور بنظر اس سخت کوشش کے جو حامیان ناگری کی جانب سے اس ملک میں ہندی زبان کے جاری کرانے اور اردو کو بالکل اٹھا دینے کی نسبت ہو رہی ہے کہ کہہ سکتے ہیں کہ آج سے اردو زبان عارضہ مرض الموت میں مبتلا ہو گئی ہے اور حروف کی تبدیلی سے اردو زبان بالکل مٹ جائیگی۔ زبان کہی باقی نہیں رہ سکتی اگر انہی حروف میں تحریر نہ ہو جو ایسے لئے اور ایسے ساتھ پیدا ہوئے ہیں۔ حروف زبان کا سا پنچا ہوئے ہیں جس سا پنچے میں زبان کو ڈالا جاویگا ویسی ہی زبان پیدا ہوگی۔ حروف اور زبان کا تعلق

لازم و لزوم ہے۔ ہمیں تاریخ میں کوئی مثال اس عجیب و غریب خیال کی نہیں ملتی۔ باوجودیکہ ایک زبان غیر اور اجنبی حروف میں لکھی گئی ہو اور وہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہی ہو جب زبان کے پیچھے ایک ایسا لوگ لگا دیا ہے جس سے آخر کار اسکی موت لازم آتی ہے تو ہر دم کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ ہمارے حضور اعلیٰ الصفت گورز پیدا کرنے و راصل زبان کو بدلنا نہیں چاہا بلکہ حروف ہی کو بدلے۔

جن لوگوں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ناگری حروف کو جاری کیا جاوے انکی اصلی غرض اور علت غائی یہی ہے کہ اردو زبان جس میں اکثر بھاشا یعنی فارسی اور عربی کے الفاظ آگئے ہیں اس سے کسی و کسی طرح نجات لے۔ اور وہ تجربی جانتے ہیں کہ اگر ناگری حروف کو پچیس تیس سال تک ہی زبان پر اپنا سکہ جمائے اور اثر پیدا کرنے کا موقع مل گیا تو پھر اردو زبان کا کہیں پتہ بھی نہیں چلنے کا۔

اب اگر حروف کی تبدیلی سے کوئی عظیم انقلاب ان صوبجات اور اودہ کی زبان میں آنے والا ہے تو ہمیں دیکھنا چاہیے کہ یہ تبدیلی کتنا تک قرن انصاف سے۔ اور یہ بظاہر اونی اور خفیف تغیر جسکے مضرات کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کیسے مسلمانوں کی دل شکنی کا باعث نہ ہو گا۔ مسلمان اب تک اپنی گزشتہ سلطنت اور حکومت اور دولت اور ثروت کو یاد کر کے بچ اور امنوس

کر رہے ہیں۔ سرسید احمد خان نے اور نیز بڑے بڑے مدبران مثل سراج
 اسٹریچی اور سر اکلینڈ کالون نے بڑی کوشش اور مصروفی کے برتاؤ میں مسلمانوں
 کو موجودہ زندگی کے حالات کے موافق چلنے کی طرف متوجہ کیا تا اور اب انہیں
 سیاہ ماتی لباس کی قدر کم ہو چلا ہے اور عوام الناس میں غریبہ خوانی اور روسنے
 کا شور و غل بھی کم ہو چلا ہے۔ لیکن اب وہ اپنی حسرت بھری آنکھوں سے دیکھ رہے
 ہیں۔ کہ ان کی زبان بھی اتنے سے جاتی ہے۔ پھر وہ سالہا سال تک اس کی یاد
 میں ماتم کیا کرینگے اور بجائے اسکے کہ ناگری پابندی کو حاصل کریں اور اسکو ایک
 مصیبت خیال کر کے اسکا مقابلہ کریں وہ اکثر اپنا وقت بچہ اور امنوس میں کاٹیں گے
 کما نکا مقابلہ اور کمان کی جو غمزدی۔ اور اگر انکی خوش قسمتی سے پھر کوئی سرسید احمد خان
 جیسا ریفاہ راور سر سراج اسٹریچی اور سر اکلینڈ کالون جیسے مہربان اور مدبر حاکم آگئے
 تو شاید ان کے دلوں سے اس بچہ اور امنوس کو محو کر سکیں گے ورنہ
 انکو یہ ہمیشہ کا رونا تو ہے ہی۔

اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اردو زبان کی جگہ کوئی دوسری زبان اسوقت
 ایسی موجود ہے جو اس قابل ہے کہ ہم اسکو اس ملک کے باشندوں کی مادری
 زبان کہہ سکیں۔ میرے خیال میں کوئی بھی ایسی زبان اسوقت موجود نہیں۔ ایک
 اردو ہی ایسی زبان ہے جسکو غازی پور سے لیکر سارنوت تک نہیں ملکہ بہاگلپور سے
 لیکر دیشاوت تک اور ناگپور سے لیکر کشمیر تک ہر ایک فرد بشیر سمجھ سکتا ہے۔ اسکا اظہار

بڑی آسانی سے تجربہ ہو سکتا ہے۔ آپ غازیپور میں کسی عدالت میں جا کر دیکھیں اور غور سے سنئے کہ ایک دیہاتی ہندو گواہ سے وکیل کس زبان میں سوال کر رہا ہے اور پھر دیکھئے کہ وہ اُسکے سوالات کو بخوبی سمجھتا ہے یا نہیں۔ پھر اُسکے بعد آپ ریل میں سوار ہو کر سہارنپور پہنچ جائیے اور وہاں کسی عدالت میں جا کر سنئے کہ ایک وکیل صاحب ایک دیہاتی ہندو گواہ سے کس زبان میں جسج کے سوالات کر رہے ہیں اور پھر دیکھئے کہ وہ اُسکے سوالات کو سمجھ کر انکا جواب دیتا ہے یا نہیں۔ اگر ان دونوں مقامات کے دیہاتی اور وہی ہندو اُردو زبان سمجھ سکتے ہیں تو پھر حامیان ناگری کی اس غلط بیانی کا کیا ٹھکانا ہے جنہوں نے حضور لفظ گور زبیاور کو یقین دلائے کی اس قدر کوشش کی ہے کہ اُردو ایک اجنبی زبان ہے۔

اسوقت صرف ایک زبان ہے جسکو حامیان ناگری آئندہ عدالتوں کی زبان کا دعویٰ اخیال کرتے ہیں یعنی برج بھاشا اور یہی زبان ہے جو کتابوں میں لکھی جاتی ہے۔ یہ زبان بوجہ ایک عرصہ دراز تک متروک الاستعمال ہونے کے اب جو جمہور اہل ہندو کو اجنبی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے تجربہ کر دیکھا ہے کہ دیہاتی لوگ اس زبان کو مطلق نہیں سمجھتے۔ کایہ لوگ بھی نہیں سمجھتے۔ اور اگر بہت ہی سادہ اور اُردو کے الفاظ شامل کر کے لکھی جاوے تو وہ لوگ جو سرکاری مدارس میں پڑھ رہے ہیں یا وہ بہن چوتیہ رتوں وغیرہ پر رہتے ہیں

یا جو سنسکرت جانتے ہیں وہ اس زبان کو سمجھ سکتے ہیں۔ پس ہکو یہ بات دریافت کر نیکاح حاصل ہے کہ وہ کیا عجورقی پیش آئی، جسکی وجہ سے ایک مکمل درراج زبان کو نیست و نابود کر کے ایک اور زبان کو جو اس وقت کہیں ہی نہیں بولی جاتی جاری کیا جاتا ہے اگر اردو میں یہ ڈرتھا کہ عربی اور فارسی سے تراش تراش کر الفاظ نکالے جاویں گے تو ہندی باریج ہاشا تو خود سنسکرت کی شکل الفاظ کے تراش سے تیار ہوتی ہے کیونکہ بوجہ روزمرہ کی زبان نہ ہونے کے وہ بالکل ایک کتابی زبان رہ گئی ہے اور جسکو سوائے اُن لوگوں کے اور کوئی نہیں لکھ سکتا جو سنسکرت کے پورے ماہر نہ ہوں۔

میں آپ حضرات کے سامنے ایک برج ہاشا کی عبارت پڑھتا ہوں اور آپ انصاف سے کیے کہ آپ اس میں سے کس قدر سمجھتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ بہت ہی کم سمجھ ہونگے (سب نے تسلیم کیا کہ بہت کم سمجھتے ہیں) اب آپ کے لیے برج ہاشا اس وقت ایک اجنبی زبان ہے۔ آپ کو کیوں مجبور کیا جاوے کہ آپ رفتہ رفتہ اس زبان کو سیکھیں اور ہندو صاحبان جو اس وقت بہ حیثیت قوم ہونے کے اردو زبان کو مادری زبان کے طور پر بولتے اور استعمال کرتے ہیں ان کو کیوں اجازت دی جاوے کہ وہ اُسکو چھوڑ کر ایک ایسی زبان سیکھیں جو اس وقت اُن کے لیے ہی اُس قدر اجنبی زبان ہے جس قدر آپ کے لیے۔ اگر حامیان ناگریزی اور ہندی کو اپنی مادری زبان سے صرف اسوجہ سے تعصب ہے کہ اس میں عربی

اور فارسی کی تائید سے تو کیا جاہل مسلمانوں کو اس زبان سے کچھ تعصب نہ ہوگا جو سلاوہ ایک اجنبی اور ناقابلِ معہوم ہونے کے ہندوؤں کی مذہبی زبان خیال کی باقی ہے۔

اب حضرات مسلمانوں کو زبان کے بدلنے سے جو نقصانات پہنچنے والے ہیں ان کا آپکو ابھی سے پورا پورا اندازہ کر لینا چاہئے تاکہ آپ اپنی مہربان گوشت سے بڑی عاجزی اور ادب سے اپنا انصاف حاصل کرنے کے لئے مستعد ہو جائیں۔ ہندی زبان اور ناگری حروف کا سیکھنا مسلمانوں کی قوم کو اتنا آسان نہیں جتنی اردو حروف اور زبان کا سیکھنا۔ آپ کے بچوں کو پاٹ شالون میں جا کر تعلیم پانا ایک عرصہ دراز تک شاق گذرے گا۔ اور عام تعلیم کے پھیلنے کا بڑا ذریعہ وہ مکاتب ہیں جن کا اب خاتمہ ہونے والا ہے۔ سرکاری مدارس میں ہی اب تک مسلمانوں نے تعلیم حاصل کرنے میں کچھ نمایاں ترقی نہیں کی۔ یہی مکاتب کی تعلیم تھی جسکی وجہ سے کچھ نہ کچھ علمی روشنی انکی قوم کو نصیب ہوئی تھی اب انکا بھی چسپراغ کوئی دن میں گل ہو چاہتا ہے۔ پس مسلمانوں کی عام تعلیم پر نہایت ہی سخت برا اثر پڑے گا۔ اور برخلاف اسکے دیگر اقوام کو اردو کے سیکھنے میں ہی اس قدر سہولیت اور آسانی ہے جتنی ناگری کے سیکھنے میں۔ اردو کی تعلیم کے لئے زیادہ تر اہل ہندو کے معلم ہوتے ہیں۔ انکے ذاتی مکاتب بھی ہیں اور سرکاری اسکولوں میں بھی اکثر وہی لوگ مدرسے کا کام کرتے ہیں۔

علاوہ اسکے اُنکے لئے ہندی کی ہی پاٹ شالین موجود ہیں۔ وہ کمیتوں کو چھوڑ کر پاٹ شالڈن مین جاہرتی ہونگے اور مسلمان نہ اوہر کے اور نہ اوہر کے گویا کہ اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے اردو زبان جاتی رہی تو اوس کے ساتھ ہی اونکی دوبارہ زندگی کی رہی سی امیدین بھی خاک مین مل جائیگی۔

نیز بیک مسلمانوں کو انگریزی تعلیم شروع کرنے کے لئے صرف ایک منزل طے کرنی پڑتی تھی یعنی قرآن شریف کے ختم کے بعد بچے اسکولوں مین ہرتی ہو جاتے تھے اُس مین ہی وہ دیگر اقوام کے طلباء سے لمبا طقید عمر کے ہمیشہ نقصان اٹھاتے تھے۔ اگر دیگر اقوام کے لوگ بیس برس مین ہی اسے کی ڈگری حاصل کر سکتے ہیں۔ تو مسلمان بائیس برس کی عمر سے پہلے وہی امتحان پاس نہیں کر سکتے اب اگر رفتہ رفتہ اردو زبان کی جگہ ہندی ہو گئی تو اونکو دو تین طے کرنی پڑیگی۔

اول وہ قرآن شریف پڑھیں گے اور پھر اردو اور اسکے بعد انگریزی تعلیم شروع کرینگے یعنی سرکاری مدارس کی تعلیم چھان پائین ہندی ہی پڑھنی ہوگی۔ اس وقت کو امسال کی پنجابہ تعلیمی رپورٹوں مین بھی اور مدراس کے ڈائریکٹران نے نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے اور وہ ان کے مسلمانوں کی تعلیمی ابتری کی ایک بڑی سے بڑی وجہ ہی بتلائی ہے کہ اونکو وہ زبان مین سکھانے کی کوشش کی جاتی ہے جن سے انکو قدرنا اجتناب ہے۔ مین اسوقت اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور

آپ صاحبان سے صحت اس قدر التجا ہے کہ آپ اس معاملہ میں ہرگز غفلت سے کام نہ لیں۔ انگریزی حکومت کا ایک خاصہ ہے کہ وہ معقول سپلائی کے کوہست وقت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور صاف گوئی کو پسند کرتی ہے۔ اگر آپ اپنی واجب فرمائیت کو گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کر سینگے تو بجا اسکے کہ جناب کلکٹر صاحب یا خود حضور سرانٹونی میکڈائل ناراض ہوں وہ نہایت خوشی سے آپ کی بات کو سنیگے اور اگر بات مستعمل ہوگی تو حضور اس کا تدارک بھی کر سینگے۔

رزولیوشن نمبر ۱۴

بالاتفاق یہ قرار پایا کہ گورنمنٹ کی خدمت میں مودبانہ عرض کیا جائے کہ اردو و تحریک کا بجاے فارسی حروف کے ناگری میں تبدیل کرنا صرف رسم خط ہی کے مسئلہ پر محدود نہیں ہے بلکہ اس میں تبادلہ زبان مضمر ہے اور بالآخر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ہے کہ شاید اردو زبان تبدیل کر کے بجاے پورانی ہندی جباری ہو جائیگی جو ناگری حروف میں لکھی جاتی ہے۔ اور اسلئے مسلمان مبت تشویش اور غور سے گورنمنٹ کے اس رزولیوشن کو جو بظاہر سادہ اور سب سے ضرر معلوم ہوتا ہے دیکھ رہے ہیں اور اس کو اردو زبان کی موت کا گنڈہ سمجھتے ہیں۔

مولوی مبار علی صاحب نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

پندرہواں رزولیوشن مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر البشیر ٹاؤن نے پیش کیا اور حافظ امام الدین صاحب مینوسٹریس علی گڑھ نے اسکی تائید کی اور

بالاتفاق منظور ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۱۵

بالاتفاق قرار پایا کہ پبلک۔ جوڈیشل اور انتظامی معاملات میں زبان اور طرز تحریر کی تبدیلی جو سرکاری کاروبار میں ہندی حروف کے جاری ہونے سے عمل میں آویگی کچھ زمانہ گزرنے کے بعد اوسمیں دو تین اور پیچیدگیان پیدا ہونگی اور اوسکی ضرورت پیدا ہوگی کہ ان دو قسم کے حروف میں سے ایک ہی قسم کے حروف رکھے جائیں۔ اور گورنمنٹ کے عہدہ داروں اور سرکاری ملازمین اور عوام الناس کو یہ پیچیدگی اور وقت محسوس اور ان دو قسم کے حروف میں سے کسی ایک کے قیام رکھنے کی ضرورت معلوم ہونے لگے گی۔ اور چونکہ دیوناگری کے حروف کی تائید اور تجدید رزولیوشن گورنمنٹ زیر بحث سے ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسلئے سخت اندیشہ اور ابہی سے اسکا خوف ہے کہ اردو زبان و حروف کو اس رد و قح میں نقصان پہونچے گا اور نہ دوستان خاص اپنی اصلی زبان اردو سے محروم ہو جاوے گا۔

سولہ ان رزولیوشن نواب محسن الملک بہادر نے پیش کیا اور شیخ عبدالہ صاحب نے اسکی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

رزولیوشن نمبر ۱۶

بالاتفاق قرار پایا کہ مجوزہ سمیوریل کے سہراہ وہ رسالہ ہی جو اردو ٹولیفینس السوسی ایشن

نے تیار کیا ہے۔ عالیجناب ہزار کی خدمت میں بطور اینٹ کس (صمیمہ) بھیج دیا جاوے۔

سترہواں رزلویشن۔ نواب لطیف علیخان صاحب پریٹنٹ نے پیش کیا اور حاجی محمد مصطفیٰ اخا فصاحب رئیس بوڑھے گالون اور خواجہ احمد شاہ صاحب رئیس لدھیانہ صوبہ پنجاب نے اس کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوا۔

رزلویشن نمبر ۱۸

بالاتفاق قرار پایا کہ یہ عتیدی حلبہ نواب حسن الملک بہادر سے درخواست کرے کہ وہ مسئلہ ذیل تاراس بیٹنگ کی طرف سے عالیجناب ہزار سرانٹونی سیکڈ ایل لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کی خدمت میں جناب صدر کی عنایت آمیز ملاحظہ کے لئے ارسال کریں۔

تار کا ترجمہ نواب حسن الملک بہادر نے پڑھ کر سنایا اور اصل انگریزی تار بھی پیش کیا جس کو تمام حاضرین نے غور سے سنا اور پسند کیا۔ وہو ہذا۔

ترجمہ تار

بہالہ خدمت۔

پریٹنٹ سکریٹری

ہزار لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی واوودہ

آج علیگڑہ اور دیگر اضلاع کے مسلمانوں کا ایک جلسہ گورنٹ رزلویشن

سورجہ ۱۸۔ اپریل ۱۹۷۹ء کو جی کے رو سے عدالتوں میں ناگرمی حروف جاری کرنے کی اجازت دی گئی ہے غور کرنے کی غرض سے ٹون ہال میں منعقد ہوا جلسہ مذکور نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں مفصلہ ذیل تاراجبہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں روانہ کروں۔

تاراجبہ کی طرف سے

آپ میرا بی فرما کر جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی خدمت میں عرض کرو دیجئے کہ اس جانب کے تمام وفادار مسلمانوں کو گورنمنٹ کے رزلوشن متذکرہ بالا کے دیکھنے سے نہایت بخ اور افسوس ہوا اور انہوں نے بالاتفاق یہ رائے قرار دی کہ بہت جلد کسی خاص مقام پر شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کی ایک پبلک ریسرچ ٹیلیویشننگ جیج کریں اس شخص سے کہ وہ گورنمنٹ کے اس رزلوشن پر غور کر کے ایک میموریل تیار کرے جس میں نہایت سو دبانہ اور وفادارانہ طور پر گورنمنٹ سے استدعا کی جاوے کہ رزلوشن مذکور منسوخ یا ترمیم یا تبدیل کیا جاوے تاکہ مسلمانوں کی قوم کی معاشرت و تمدنی و تعلیمی فوائد و اغراض قایم و محفوظ رہیں۔

ہزار آؤں سے یہ بھی عرض کیجئے کہ مسلمانوں کی ایک ریسرچ ٹیلیویشننگ جماعت نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بالقبابہ کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے ایک میموریل

تیار کر رہی تھی اور مسلمانوں کو اس کا خیال ہی نہ تھا کہ گورنمنٹ ایسے اہم مسئلہ کا فیصلہ اس قدر عجلت کے ساتھ کر دے گی اسی واسطے مسلمان گورنمنٹ رزولوشن پیش کرتے ہوئے بالاکو مسلمان رعایا کے سلطنت برطانیہ کی آئندہ کی توقعات اور بہبودی کے حق میں ایک ناگہانی اور غریب متوقع صدر پہنچانے والا سمجھ کر بہت زور دے گئے ہیں۔

گورنمنٹ کی پالیسی میں وقت ایسی تبدیلی کا واقع ہونا اگرچہ مدت دراز کے لئے محسوس کیا گیا ہوئے مباحثوں کا نتیجہ ہے جو کہ ایک ناکامیاب رہے ہیں اور جنگو گورنمنٹ نے بوجہات معقول اس وقت تک منظور نہ کیا تا اور ایک ملتوی کر کے تا مگر اب بذریعہ ایک ایسے سادہ اور مختصر رزولوشن کے طے کر دئے گئے ہیں جس میں مسلمانوں کے اطمینان کے لئے کوئی دلیل اس بات کی نہیں دی گئی کہ اس طرز کتابت کو جو مدت دراز سے مروج ہے اور جو ان صورتوں میں سلطنت برطانیہ کے قائم ہونے کے وقت سے اب تک بالعموم کامیابی کے ساتھ جاری ہے کیونکہ بدلا جاتا ہے۔

بنگال۔ اور پڑیہ۔ ممالک متوسط۔ یہاں تک کہ بارہ میں بھی حروف کا تبدیل ہو جاتا ہے ہندوستان خاص اور اوہ کے لئے نظیر نہیں ہو سکتا۔ سید احمد خان مرحوم نے چالیس سال کی لگاتار کوشش کے بعد نہایت مشکل اور بڑی محنت سے مسلمانوں کو انگریزی زبان سیکھنے کی طرف متوجہ کیا تھا اور مسلمان ایک پورے طور پر اسکی

حرف یال اور توجہ نہ ہونے پائے تھے کہ اب ایک اور غیر اسلامی زبان اور خط کے
 سیکھنے کا اُن پر ایسا دلائل و الاجابات ہے جس کا ڈالنا انکے لئے ایک سخت مشکل
 اور اُن کی بنیادی کا باعث ہے۔ کیونکہ برخلاف انگریزی زبان کے یہ زبان غالباً
 انکی تعلیمی مقاصد کے لئے بے اثر اور گورنمنٹ کی ملازمت میں ترقی کرنے کیلئے
 معزز ثابت ہوگی۔ قطع نظر مسلمانوں کے نقصانات کے دوسرے لوگوں کو بھی
 اس سے اُن فوائد کا حاصل ہونا جو اس تبادلہ حروف سے خیال کئے گئے ہیں
 ناممکن ہے۔ کیونکہ جب عملی طور سے اس سلسلہ پر ایک نظر ڈالی جائے تو ظاہر ہوگا
 کہ اہل معاملہ اور درخواست کرنے والوں کو واقعی اور حقیقی طور پر عملی کارروائی میں وہ آسانی
 نہ ملے گی جو بظاہر گورنمنٹ کے رزلویشن زیر بحث میں پیش نظر رکھی گئی ہیں۔

کیونکہ ان تمام معاملات میں جو کہ عدالتوں اور کچہریوں کی کارروائی سے متعلق ہیں
 اور جن میں سرکاری ضوابط کی پابندی لازمی ہے لایق اور سند یافتہ اور ضوابط
 سرکاری سے واقف کار عرضی نوٹیوں کی ضرورت بدستور باقی اور جاری رہے گی
 اور عرضی لکھوائے والے عام اس سے کہ جاہل ہوں یا خواندہ اپنی عرضیاں یا
 درخواستیں عرضی نوٹیوں ہی سے لکھوائینگے۔ ایسی حالت میں درخواست گرنیو اسے
 اور زمین مرقعہ آرو و لکنے والوں کے بجائے ہندی لکنے والوں کے پاس جہانئے
 سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے حروف کی تبدیلی جو بذریعہ
 رزلویشن گورنمنٹ کے کی جاتی ہے وہ فی الحقیقت اور عملی طور پر زبان کی تبدیلی

ہے جس سے ایک شالیہ اور مروجہ زبان اردو کے بجائے ہندی بہا شا جباری ہو جائیگی۔ جس سے نگورنٹ کے افسر نہ عملہ کے لازم نہ وکیل نہ پیڈر نہ عام اہل معاملہ واقف ہوں۔ اور آخری اور لازمی نتیجہ اس کا یہ ہو گا کہ ہندوستان خاص اُس مستحکم اور مسلمہ اور شالیہ زبان اردو سے جو اب تک عموماً جباری رہی ہے اور جباری ہے محروم ہو جائیگا۔ اور اس دوہری طرز تحریر کو سہ کاری و فائزین جباری کو نیسے جو مشکلات پیش آونگی ان کی نسبت نہایت دعویٰ سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی مثال تواریخ میں نہیں مل سکتی اور اس کا لازمی نتیجہ یہی ہو گا جو دو مختلف زبانوں کو انطیالات کا ذریعہ گروانے سے ہو سکتا ہے۔ یعنی تحریر میں نہایت کثرت سے پیچیدگی اور ابہام واقع ہو گا۔

پوری نقل اُن رزولوشنوں کی جو آج کے جلسہ میں پاس ہوئے ہیں عالیجناب ہرگز ان کی خدمت میں بذریعہ ڈاک کیے بھی جائیگی۔

اُس کے بعد صدر انجمن کے لئے شکریہ کا ووٹ پاس کیا گیا اور جلسہ برضات

دستخط

ہوا۔ فقط

محسن الملک



اشتہار چھاپنی مطبع مفید عام گرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع میں ہر قسم اور ہر زبان کی کتابیں اردو و
ہندی۔ فارسی۔ عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ جلد از ان نرخ پر عمدہ دیا ہی
مصالح سے لیتھو میں طبع ہوتی ہیں۔ عند التون و مکملہ بند و بست اور چنگی وغیرہ
کے جملہ کاغذات بھی چھپتے ہیں یہ نامی مطبع پچیس برس سے اپنے
فرائض منصبی کو نہایت ایمان داری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہے
اور اس کی شہرت و نیک نامی روز افزون ہے۔ اور اس مطبع میں کتب نسبت
اوسطاً بکے بہت خوشخط و صاف و عمدہ چھاپی جاتی ہیں جن صاحبوں کو
یکچہر چھپوانا ہو ان کو کیفیت نرخ و غیرہ کی خط کتابت سے معلوم کر سکتے
ہیں۔ نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابیں کافی و وافی ہیں فقط

المشترک

محمد قادر علی خان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عام گرہ

RULES :-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Rs. 1/- per volume per day shall be charged for text-books and 10 P. per vol. per day for general books kept over-due.

